اضافہ شدہ ایڈیشن

محبت کرنے والوں کے لئے منتخب شاعری

محبت ہو گئی تم سے

سعید واثق

PDFBOOKSFREE.PK

ہمارے دیدۂ تر کو محبّت ہو گئی تُم سے
کسی گہرے سمندر کو مُحبّت ہو گئی تُم سے
کسی لمحے اگر تُم کو مُحبّت ہو گئی ہم سے
سمجھ لینا مقدّر کو مُحبّت ہو گئی تُم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

پاکستان ورچوئل لائبریری پر موجود تمام کتابیں قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فہرست

	عنوان		صفحہ نمبر
-1	آخری بار ملو	مصطفیٰ زیدی	13
-2	رباعیاں	فیض احمد فیض	15
-3	خوبصورت موڑ	ساحر لدھیانوی	17
-4	میں اسے واقفِ الفت نہ کروں	ن م راشد	19
-5	محبت کی ایک نظم	امجد اسلام امجد	21
-6	ہمارے دیدۂ تر کو محبت ہوگئی تم سے	سعید واثق	23
-7	دستکیں دیتی ہیں شب کو دردِ دل پر یادیں	شکیب جلالی	24
-8	اب کے تجدیدِ وفا کا نہیں امکاں جاناں	احمد فراز	25
-9	کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا	احمد ندیم قاسمی	27
-10	خود کو پانے کی طلب میں آرزو اس.....	ظہور نظر	28
-11	باوفا نکلے گا یا وہ بے وفا.....	ریاض مجید	29
-12	روبرو جاناں	ایوب خاور	30
-13	نہ خلاؤں میں مجھے ڈھونڈ تُو نہ ہی.....	سرور ناز	32
-14	ممکن ہو آپ سے تو بھلا دیجئے مجھے	شہزاد احمد	33
-15	پیار کے دیپ جلانے والے کچھ.....	سعید واثق	34
-16	صبحِ نو	تنویر نقوی	35
-17	کیا ہوا شب کے ستارے جو در کھول دیا	شاہدہ حسن	38

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

18-	یہ پچھلے عشق کی باتیں ہیں	محسن نقوی	39
19-	ہر شام اس سے ملنے کی عادت سی ہوگئی	اعتبار ساجد	42
20-	میری داستانِ حسرت وہ سنا سنا.....	سیف الدین سیف	43
21-	ہزاروں دکھ پڑیں سہنا محبت مر نہیں سکتی	وصی شاہ	44
22-	کوئی آیا نہ گیا آنکھوں میں	سلیم کوثر	45
23-	قرضِ نگاہِ یار ادا کر چکے ہیں ہم	فیض احمد فیض	46
24-	جب سینہ غم سے بوجھل ہو اور یاد کسی.....	عبیداللہ علیم	47
25-	ہنسی چھپا بھی گیا اور نظر ملا بھی گیا	منیر نیازی	48
26-	کہو تو نام میں دے دوں اسے محبت کا	فاطمہ حسن	49
27-	مانا وادیٔ عشق میں پاؤں اندھا.....	نوشی گیلانی	50
28-	دل دھڑکنے کا سبب یاد آیا	ناصر کاظمی	51
29-	تھکن تو اگلے سفر کے لیے بہانہ تھا	افتخار عارف	52
30-	محبت لفظ تھا میرا	عرش صدیقی	53
31-	چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے	حسرت موہانی	55
32-	ہزار اُن سے محبت جتانے والے ہیں	احسان دانش	56
33-	میری جاں اب بھی اپنا حسن واپس.....	فیض احمد فیض	57
34-	ستم گروں کو کبھی حالِ دل سنانا نہیں	فرحت امجد	59
35-	یہ کیسا خوف تھا رختِ سفر بھی بھول گئے	نوشی گیلانی	60
36-	کہا تھا کس نے کہ عہدِ وفا کرو اس سے	احمد فراز	61
37-	محبت کس قدر یاس آفریں معلوم.....	چراغ حسن حسرت	62
38-	جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے	حکیم ناصر	63
39-	میری ہمراز مجھ کو بتلاؤ	ازھر منیر	64
40-	میری ہمراز اس کو بتلانا	ازھر منیر	66
41-	چراغِ طور جلاؤ بڑا اندھیرا ہے	ساغر صدیقی	70
42-	بہاریں دیکھتے ہیں اور تم سے.....	سعید واثق	71
43-	قریۂ جاں میں کوئی پھول.....	پروین شاکر	72
44-	دکھوں کی شدتیں، زخموں کی گہرائی.....	اعتبار ساجد	73
45-	محبت	عبیداللہ علیم	74
46-	شبِ ماہتاب نے شہ نشیں پہ عجیب.....	بشیر بدر	76
47-	ریشم زلفوں، نیلم آنکھوں والے.....	محسن نقوی	77
48-	سوچتا ہوں کہ اسے نیند بھی آتی ہوگی	وصی شاہ	78
49-	کہا اس نے ''زمانہ درد اور تم دوا جیسے''	فاخرہ بتول	79
50-	حاصلِ زیست ہو خلوت، مگر اتنی بھی نہیں	یاسمین حمید	80
51-	آئے تھے ان کے ساتھ نظارے.....	سیف الدین سیف	81
52-	تاج محل	ساحر لدھیانوی	82
53-	یہ معجزہ بھی محبت کبھی دکھائے مجھے	قتیل شفائی	84
54-	صرف تو ہی میری جہدِ زیست.....	ریاض مجید	85
55-	ایک جیسا مکالمہ	نوشی گیلانی	86
56-	غم کی بارش نے بھی تیرے نقش.....	منیر نیازی	88
57-	دکھ کی بات	سلیم احمد	89
58-	کہیں آہ بن کے لب پہ تیرا نام.....	حبیب جالب	91
59-	کچھ یادگارِ شہرِ ستم گر ہی لے چلیں	ناصر کاظمی	92
60-	سوچوں پہ غم کی شال ہے، تم.....	سعید واثق	93
61-	اَنائیں جتنی مہنگی ہیں، ضمیر اتنے	سرور ناز	94
62-	کہاں آ کے رکنے تھے راستے،.....	امجد اسلام امجد	95
63-	تجھے کھو کر بھی تجھے پاؤں جہاں.....	احمد ندیم قاسمی	96
64-	اگر مجھے یہ گمان بھی ہو	شہزاد احمد	97
65-	میں، مٹی، سنگیت، ہوا یا اک چہرہ	شاہدہ حسن	99

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

-66	وہ جو اپنا مجھے دے دو	عبیداللہ علیم	100
-67	ہر کسی غم کی وہی شکل پرانی نکلے	ریاض مجید	101
-68	دلِ پرشوق کو پہلو میں دبائے رکھا	حبیب جالب	102
-69	کوبہ کو پھیل گئی بات شناسائی کی	پروین شاکر	103
-70	ہم ہی میں نہ تھی کوئی بات، یاد نہ تم کو.....	حفیظ جالندھری	104
-71	اسی ایک فرد کے واسطے میرے دل.....	عدیم ہاشمی	105
-72	شرمیلی آنکھو بولو	ظہیر کاشمیری	106
-73	ہجر میں خون رلاتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟	سعید واثق	108
-74	کبھی تو یوں تھا	نوشی گیلانی	109
-75	رودادِ محبت کیا کہیے، کچھ یاد رہی.....	ساغر صدیقی	111
-76	ابھی ٹھہرو	سعداللہ شاہ	112
-77	کہا یہ کس نے کہ پھولوں سے دل.....	ڈاکٹر وزیر آغا	114
-78	اس قدر مسلسل تھیں شدتیں جدائی کی	احمد فراز	115
-79	خدا وہ وقت نہ لائے	فیض احمد فیض	116
-80	جن سے ہم خیر کا سامان طلب.....	سرور ناز	118
-81	آواز دے کہاں ہے؟	تنویر نقوی	119
-82	تھا جو یادوں کا خزانہ میرے گھر.....	یاسمین حمید	121
-83	حدودِ جاں سے گزر ہوا تو محبتوں.....	اختر ملک	122
-84	اتنا معلوم ہے	پروین شاکر	123
-85	تو جدا ہو کے سرِ شام کدھر جائے گا	فرحت امجد	126
-86	دل ہی تو نہ سنگ و خشت، درد.....	اسداللہ غالب	127
-87	اعتذار	ادا جعفری	128
-88	اب اداس پھرتے ہو سردیوں کی.....	شعیب بن عزیز	130
-89	بہت بے چین رہتی ہے طبیعت ایک.....	سعید آثم	131
-90	یہ عالم شوق کا دیکھا نہ جائے	احمد فراز	132
-91	تیرے ملنے کے سو بہانے تھے	سرور ناز	133
-92	تو میرا نام نہ پوچھا کر	محسن نقوی	134
-93	میری ساری زندگی کو بے ثمر اس نے کیا	منیر نیازی	135
-94	میں اس کا چہرہ نگاہوں میں.....	ارشد ملک	136
-95	بہت ملا نہ ملا، زندگی سے غم کیا ہے	فیض احمد فیض	137
-96	تم سے الفت کے تقاضے نہ نبھا ہے جاتے	شان الحق حقی	138
-97	تم کو شہرت ہو مبارک ہمیں رسوا نہ کرو	منیر آرزو	139
-98	دیکھتا ہوں پھول اور کانٹے	خورشید رضوی	140
-99	تمہارے شہر کا موسم بڑا سہانا لگے	نذیر قیصر	141
-100	تھک جاؤ گی	محسن نقوی	142
-101	کہنے کو اس سے عشق کی تفسیر ہے بہت	فاطمہ حسن	144
-102	تیری آنکھیں	پروفیسر اکبر منیر	145
-103	جیت کہتے ہیں اسی کو عشق میں.....	فاخرہ بتول	148
-104	مجھے بھول جاؤ	م حسن لطیفی	149
-105	Birthday Present	ازھر منیر	151
-106	رویا کریں گے آپ بھی پہروں.....	مومن خان مومن	152
-107	چاند چہرہ، ستارہ آنکھیں	عبیداللہ علیم	153
-108	نہ ترا خدا کوئی اور ہے نہ مرا خدا کوئی.....	صابر ظفر	156
-109	رنجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے لیے آ	احمد فراز	157
-110	آرزو کی شدت کو کاش تم سمجھ سکتے	سعید واثق	158
-111	دیپک راگ ہے چاہت اپنی.....	ظہور نظر	159
-112	نہ ڈگمگائے کبھی ہم.....	حبیب جالب	160

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''اِسے بھی پڑھیے''

اسداللہ خاں غالب نے برسوں پہلے کہا تھا!

کُھلتا کسی پہ کیوں مرے دِل کا معاملہ؟
شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے

غالب نے ''شعروں کا انتخاب'' کبھی نہیں کیا کیونکہ ''بدقسمتی'' سے اُن کے دور میں ''انتخاب'' شائع کرنے کی کوئی روایت نہیں تھی..... تاہم یہ غالب کی کسرِ نفسی ہے کہ قدرت نے اُنہیں خیال وفکر کی جو رعنائی اور بلندی عطا کی تھی اُسے بھی اُنہوں نے ''انتخاب'' کا نام ہی دیا.....

مگر آج کل کی ''غالب اکثریت'' کا معاملہ اِس کے برعکس ہے ''صاحبِ دیوان'' کے بجائے ''صاحبِ انتخاب'' ہونا ایک قابلِ فخر اقدام تصور کیا جانے لگا ہے اور جن لوگوں کو شاعری سے معمولی دلچسپی بھی نہیں وہ ''انتخابات'' کے ذریعے پذیرائی حاصل کر رہے ہیں اور سینہ تان کر ''صاحبِ کتاب'' ہونے کا دعویٰ بھی کر رہے ہیں۔

سوئیں نے سوچا کہ کیوں نہ اِس بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لیے جائیں اور ''صاحبِ انتخاب'' ہونے کا کارنامہ بھی سرانجام دے لیا جائے۔

مارکیٹ میں اِن دنوں طرح طرح کے انتخاب ہمارے ''ذوقِ مطالعہ'' کو دعوت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ہر مؤلف یہی دعویٰ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ اُس کا ''انتخاب'' پہلے شائع ہونے والے ہر انتخاب سے یکسر مختلف اور منفرد ہے اور اُس نے یہ ''انتخاب'' مرتب کرتے وقت خونِ دل سے کام لیا ہے۔ اُس نے محنت اور مشقت کے گزشتہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں اور جو کچھ اس ''انتخاب'' میں شامل کیا گیا ہے وہ کمال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور جمال کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

ابتداء میں میرا بھی یہی خیال تھا کہ پڑھنے والوں پر رُعب اور دبدبہ وغیرہ ڈالنے کے لیے ایسی ہی سطور لکھی جائیں۔ پھر سوچا کہ نہیں..... تاہم اس ''نہیں'' کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مجھے اس معاملے میں خلوصِ نیت اور دیانتداری کے کسی عملی مظاہرے کا شوق تھا بلکہ اس خیال کے پیشِ نظر ''باز'' رہا کہ لوگ اس قسم کے ''دھواں دھار'' جملے پڑھ پڑھ کر بور ہو چکے ہیں ''انتخابات'' پڑھنے والے قارئین اب بہت سمجھدار ہو گئے ہیں اور وہ صحیح اور غلط ''امتخاب'' کے ''انتخاب'' میں بے پناہ محتاط بھی ہو گئے ہیں۔ قارئین کی اِسی ''سمجھداری'' کے پیشِ نظر اِس ''انتخاب'' کو نہ تو کوئی معرکہ خیز ''تصنیف'' قرار دیا جا رہا ہے اور نہ ہی شعروادب کی دُنیا میں انقلاب برپا کر دینے والی کتاب قرار دیا جا رہا ہے!

مگر سچے جذبوں سے پیار کرنے والے قارئین سے ایک گزارش ضرور کروں گا کہ کوئی بھی انتخاب مکمل نہیں ہوا کرتا..... اس لیے کہ یہ بہرحال ایک انتخاب ہوتا ہے۔ یہ جواز پیش کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سے شعراء کی شاعری محبت کرنے والوں کی اِس کتاب میں شامل نہیں ہے کیونکہ چند صفحات کی اِس کتاب میں سب کو شامل کرنا یقیناً ایک ناممکن سی بات ہے۔

آخر میں جناب گلفراز صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اِس کتاب کی اشاعت کا بیڑہ اُٹھایا اور انتہائی دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ اِس کتاب کو نئے انداز سے شائع کیا۔

سعید واثق
0333-4303867
25 اپریل 2003ء

آخری بار مِلو

آخری بار مِلو ایسے کہ جلتے ہُوے دل
راکھ ہو جائیں، کوئی اور تقاضہ نہ کریں
چاکِ وعدہ نہ سِلے، زخمِ تمنّا نہ کِھلے
سانس ہموار رہے، شمع کی لَو تک نہ ہِلے
باتیں بس اتنی کہ لمحے اُنھیں آ کر گِن جائیں
آنکھ اُٹھائے کوئی اُمید تو آنکھیں چُھن جائیں

اُس ملاقات کا اِس بار کوئی وہم نہیں
جس سے اِک اور ملاقات کی صورت نکلے
اب نہ ہَیجان و جُنوں کا نہ حکایات کا وقت
اب نہ تجدیدِ وفا کا نہ شکایات کا وقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لُٹ گئی شہرِ حوادث میں متاعِ الفاظ
اب جو کہنا ہے تو کیسے کوئی نَوحہ کہیے؟
آج تک تم سے رگِ جاں کے کئی رشتے تھے
کل سے جو ہوگا اُسے کون سا رشتہ کہیے؟

پھر نہ دیکھیں گے کبھی عارض و رخسار مِلو
ماتمی ہیں دَمِ رخصت در و دیوار، مِلو
پھر نہ ہم ہوں گے، نہ اقرار، نہ انکار، مِلو
آخری بار مِلو

(مصطفیٰ زیدی)

.....

رَبّا سچیّا

ربا سچیا توں تے آکھیا سی
جا اوئے بندیا جگ دا شاہ ہیں توں
ساڈیاں نعمتاں تیریاں دولتاں نیں
ساڈا نَیب تے عالیجاہ ہیں توں
ایس لارے تے ٹور کد پچھیا ای
کِیہ ایس نمانے تے بیتیاں نیں
کدی سار وی لئی اُو ربّ سائیاں
تیرے شاہ نال جگ کِیہ کِیتیاں نیں
کِتے دھونس پولیس سرکار دی اے
کِتے دھاندلی مال پٹوار دی اے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اینویں ہڈاں وِچ کلپے جان میری
جیویں پھاہی چ کُونج کُرلاوَندی اے
چنگا شاہ بنایا ای رب سائیاں
پَولے کھاندیاں وار نہ آوَندی اے

مَینوں شاہی نئیں چاہیدی ربّ میرے
مَیں تے عزت دا ٹکر منگناں ہاں
مینوں تاہنگ نئیں، محلاں ماڑیاں دی
میں تے جیویں دی نکر منگناں ہاں
میری مَنّیں تے تیریاں میں منّاں
تیری سونہہ جے اِک وی گل موڑاں
جے ایہ مانگ نئیں پُجدی تیں ربّا
فیر میں جاواں تے ربّ کوئی ہور لوڑاں

(فیض احمد فیض)

.....

خوبصورت موڑ

چلو اِک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں
نہ میں تم سے کوئی اُمید رکھوں دلنوازی کی
نہ تم میری طرف دیکھو غلط انداز نظروں سے
نہ میرے دل کی دھڑکن لڑکھڑائے میری باتوں سے
نہ ظاہر ہو تمہاری کشمکش کا راز نظروں سے

تمہیں بھی کوئی اُلجھن روکتی ہے پیش قدمی سے
مجھے بھی لوگ کہتے ہیں کہ یہ جلوے پرائے ہیں

مرے ہمراہ بھی رسوائیاں ہیں میرے ماضی کی
تمہارے ساتھ بھی گزری ہوئی راتوں کے سائے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تعارف روگ ہو جائے تو اُس کا بھولنا بہتر
تعلق بوجھ بن جائے تو اس کو توڑنا اچھا
وہ افسانہ جسے انجام تک لانا نہ ہو ممکن
اُسے اِک خوبصورت موڑ دے کر چھوڑنا اچھا

چلو اِک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم دونوں
(ساحرلدھیانوی)

.....

میں اُسے واقفِ اُلفت نہ کروں

سوچتا ہوں کہ بہت سادہ و معصوم ہے وہ
میں ابھی اُس کو شناسائے محبت نہ کروں
روح کو اُس کی اسیرِ غم الفت نہ کروں
اُس کو رسوا نہ کروں، وقفِ مصیبت نہ کروں

سوچتا ہُوں کہ ابھی رنج سے آزاد ہے وہ
واقفِ درد نہیں، خوگرِ آلام نہیں
سَحرِ عیش میں اُس کی اثرِ شام نہیں
زندگی اُس کے لیے زہر بھرا جام نہیں!

سوچتا ہوں کہ محبت ہے جوانی کی خزاں
اُس نے دیکھا نہیں دنیا میں بہاروں کے سوا
نکہت و نور سے لبریز نظاروں کے سوا
سبزہ زاروں کے سوا اور ستاروں کے سوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوچتا ہوں کہ غمِ دل نہ سناؤں اُس کو
سامنے اُس کے کبھی راز کو عریاں نہ کروں
خلشِ دل سے اُسے دست و گریباں نہ کروں
اس کے جذبات کو میں شعلہ بداماں نہ کروں

سوچتا ہوں کہ جلا دے گی محبت اس کو
وہ محبت کی بھلا تاب کہاں لائے گی؟
خود تو وہ آتشِ جذبات میں جل جائے گی
اور دنیا کو اِس انجام پہ تڑپائے گی
سوچتا ہوں کہ بہت سادہ و معصوم ہے وہ
..... میں اُسے واقفِ الفت نہ کروں

(ن،م،راشد)

محبت کی ایک نظم

اگر کبھی میری یاد آئے
تو چاند راتوں کی نرم دلگیر روشنی میں
کسی ستارے کو دیکھ لینا
اگر وہ نخلِ فلک سے اُڑ کر تمہارے قدموں میں آ گرے تو
یہ جان لینا، وہ استعارہ تھا میرے دل کا
اگر نہ آئے .....
مگر یہ ممکن ہی کس طرح ہے کہ تم کسی پر نگاہ ڈالو
تو اس کی دیوارِ جاں نہ ٹوٹے
وہ اپنی ہستی نہ بھول جائے
اگر کبھی میری یاد آئے
گریز کرتی ہوا کی لہروں پہ ہاتھ رکھنا
میں خوشبوؤں میں تمہیں ملوں گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے گلابوں کی پتیوں میں تلاش کرنا
میں اوس قطروں کے آئنوں میں تمہیں ملوں گا
اگر ستاروں میں، اوس قطروں میں، خوشبوؤں میں، نہ پاؤ مجھ کو
تو اپنے قدموں میں دیکھ لینا
میں گرد ہوتی مسافتوں میں تمہیں ملوں گا
کہیں پہ روشن چراغ دیکھو تو جان لینا
کہ ہر پتنگے کے ساتھ میں بھی بکھر چکا ہوں
تم اپنے ہاتھوں سے اِن پتنگوں کی خاک دریا میں ڈال دینا
میں خاک بن کر سمندروں میں سفر کروں گا
کسی نہ دیکھے ہوئے جزیرے پہ رُک کے تم کو صدائیں دوں گا
سمندروں کے سفر پہ نکلو تو اُس جزیرے پہ بھی اترنا

(امجد اسلام امجد)

.....

ہمارے دِیدۂ تر کو محبت ہوگئی تُم سے
کسی گہرے سمندر کو محبت ہوگئی تُم سے

بھلے وہ چاندنی شب ہو یا فصلِ گل کی رنگینی
مرے ہر ایک منظر کو محبت ہوگئی تُم سے

خدا جانے کہ اب اس شغل کا انجام کیا ہوگا؟
دِلِ ناشاد و مضطر کو محبت ہوگئی تُم سے

کسی لمحے اگر تم کو محبت ہوگئی مُجھ سے!
سمجھ لینا مقدر کو محبت ہوگئی تُم سے

جو صرف اور صرف اپنی ذات سے ہی پیار کرتا تھا!
سُنو! اِک ایسے پتھر کو محبت ہوگئی تُم سے

نہیں جاتی، تمہارے قُرب کی خوشبو نہیں جاتی
مرے اُجڑے ہوئے گھر کو محبت ہوگئی تُم سے

کسی صورت بھی اب یہ اَشک تھم سکتے نہیں واثقؔ
مری آنکھوں کے ساگر کو محبت ہوگئی تُم سے

(سعید واثقؔ)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دستکیں دیتی ہیں شب کو درِ دل پر یادیں
کچھ نہیں ہے مگر اِس گھر کا مقدر یادیں

ڈھونڈتی ہیں تری مہکی ہوئی زلفوں کی بہار
چاندنی رات کے زینے سے اُتر کر یادیں

عشرتِ رفتہ کو آواز دیا کرتی ہیں
ہر نئے لمحے کی دہلیز پہ جا کر یادیں

رنگ بھرتے ہیں خلاؤں میں ہیُولے کیا کیا
پیش کرتی ہیں عجب خواب کا منظر یادیں

نہ کسی زُلف کا عنبر، نہ گُلوں کی خوشبو
کر گئی ہیں مری سانسوں کو معطر یادیں

کم نہیں رات کے صحرا سے مرے دل کی فضا
اور آکاش کے تاروں سے فزوں تر یادیں

مشعلِ غم نہ بجھاؤ کہ شکیبؔ اِس کے بغیر
راستہ گھر کا بھُلا دیتی ہیں اکثر یادیں

(شکیب جلالی)

اب کے تجدیدِ وفا کا نہیں امکاں جاناں
یاد کیا تجھ کو دلائیں ترا پیماں جاناں؟

یونہی موسم کی ادا دیکھ کے یاد آیا ہے
کس قدر جلد بدل جاتے ہیں انساں جاناں

زندگی تیری عطا تھی سو ترے نام کی ہے
ہم نے جیسے بھی بسر کی، ترا احساں جاناں

دل یہ کہتا ہے کہ شاید ہو فسردہ تُو بھی
دل کی کیا بات کریں، دل تو ہے ناداں جاناں

اوّل اوّل کی محبت کے نشّے یاد تو کر
بے پئے بھی ترا چہرہ تھا گلستاں جاناں

آخر آخر تو یہ عالم ہے کہ اب ہوش نہیں
رگِ مینا سلگ اُٹھی کہ رگِ جاں جاناں

مدتوں سے یہی عالم، نہ توقع، نہ اُمید
دل پکارے ہی چلا جاتا ہے، جاناں جاناں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم بھی کیا سادہ تھے، ہم نے بھی سمجھ رکھا تھا
غمِ دوراں سے جُدا ہے، غمِ جاناں، جاناں

اب کے کچھ ایسی سجی محفلِ یاراں جاناں
سربہ زانو ہے کوئی سربگریباں جاناں

ہر کوئی اپنی ہی آواز سے کانپ اٹھتا ہے
ہر کوئی اپنے ہی سائے سے ہراساں جاناں

جس کو دیکھو وہی زنجیر بپا لگتا ہے
شہر کا شہر ہوا داخلِ زِنداں جاناں

اب ترا ذکر بھی شاید ہی غزل میں آئے
اور سے اور ہوئے درد کے عنواں جاناں

ہم کہ رُوٹھی ہوئی رُت کو بھی منا لیتے تھے
ہم نے دیکھا ہی نہ تھا موسمِ ہجراں جاناں

ہوش آیا تو سبھی خواب تھے ریزہ ریزہ
جیسے اُڑتے ہوئے اوراقِ پریشاں جاناں

(احمد فراز)

❁

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مَر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اُتر جاؤں گا

تیرا در چھوڑ کے میں اور کدھر جاؤں گا
گھر میں گھر جاؤں گا، صحرا میں بکھر جاؤں گا

تیرے پہلو سے جو اُٹھوں گا تو مشکل یہ ہے
صرف اِک شخص کو پاؤں گا، جدھر جاؤں گا

اب ترے شہر میں آؤں گا مسافر کی طرح
سایۂ اَبر کی مانند گزر جاؤں گا

تیرا پیمانِ وفا راہ کی دیوار بنا
ورنہ سوچا تھا کہ جب چاہوں گا، مر جاؤں گا

چارہ سازوں سے الگ ہے مرا معیار کہ مَیں
زخم کھاؤں گا تو کچھ اور سنور جاؤں گا

زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں ندیمؔ
بجھ تو جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا

(احمد ندیم قاسمی)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خود کو پانے کی طلب میں آرزُو اُس کی بھی تھی
وہ جو مل جاتا تو اِس میں، آبرو اُس کی بھی تھی

زندگی اِک دوسرے کو ڈھونڈنے میں کٹ گئی
جستجو میری بھی دشمن تھی، عدوٗ اُس کی بھی تھی

وہ گیا تو کروٹیں، لے لے کے پہلو تھک گئے
کس طرح سوتا، مرے سانسوں میں بُو اُس کی بھی تھی

رات بھر آنکھوں میں اُس کا، مَرمَریں پیکر رہا
چاندنی کے جھملانے میں، نمو اُس کی بھی تھی

گھر سے اُس کا بھی نکلنا، ہو گیا آخر محال
میری رسوائی سے شہرت، کوبکو اُس کی بھی تھی

میں ہوا خائف تو اُس کے بھی اُڑے ہوش و حواس
میری جو صورت ہوئی وہ ہو بہو، اُس کی بھی تھی

کچھ مجھے بھی سیدھے سادے راستوں سے بیر ہے
کچھ بھٹک جانے کے باعث، جستجو اُس کی بھی تھی

(ظہور نظر)

باوفا نکلے گا یا وہ بے وفا ہو جائے گا
ہم رہے زندہ تو یہ بھی فیصلہ ہو جائے گا

اپنی منزل پر پہنچ لیں قُربتوں کے قافلے
ایک دن تنہائیوں کا در بھی وا ہو جائے گا

سامنے بیٹھا ہے وہ جی بھر کے اُس کو دیکھ لے
کیا خبر وہ کون سے لمحے جدا ہو جائے گا؟

اب تو وہ آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہے، دل کا چین بھی
ایک دن اس کا تصور بھی ہوا ہو جائے گا!

آنکھ ڈھونڈے گی مگر اُس کو نہ پائے گی کہیں
وہ انہیں گلیوں میں اک دن لا پتہ ہو جائے گا

ختم ہو جائیں گی جذبِ اندروں کی شورشیں
ایک دن شہرِ تمنا بے صدا ہو جائے گا

دھوپ میں بہہ جائے گا رنگِ طلسمِ شب ریاضؔ
صبح آئے گی تو منظر ہی نیا ہو جائے گا

(ریاضؔ مجید)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رُوبرُو جاناں

ہمیں اب تک تری کچھ بھی نہ کہنے والی آنکھوں سے یہ شکوہ ہے
جو کمسن خواب اُن آنکھوں میں منظر کاڑھتے تھے
وہ کبھی تیرے لبوں کے پھول بنتے اور ہمارے
دامنِ اظہار میں کِھلتے
ہمیں اُن مسکراتے چُپ لبوں سے بھی شکایت ہے
ہمارے شعر سُن کر کِھلکھلاتے تھے مگر کچھ بھی نہ کہتے تھے
نہ جانے ایسے لمحوں میں تری سوچوں پہ کیا کیا رنگ آتے تھے
تجھے ہم سے چھپانے کے
بھی تو سب ڈھنگ آتے تھے

ہمیں تیری محبت سے بھی شکوہ ہے
سمندر جیسی گہری تھی

مگر آنکھوں کے چھاگل سے چھلکتی تھی
جو ہم ایسے فقیروں کے دلوں پر
اس طرح برسی کہ ہریالی نے گھر اور دشت کی پہچان سے
بیگانہ کر کے رکھ دیا ہم کو
یہ دنیا صرف تیرے حسن کی تجسیم لگتی تھی
سو ہم بھی اور ہمارے خواب بھی، آنکھیں بھی، چہرہ بھی
سبھی کچھ تیری خاطر تھا

مگر تیری محبت نے
ہمیں اس چُپ چپیتے کھیل میں جو دُکھ دیئے
اب تک انہیں تیری سراب آنکھوں سے
آئینہ مثال اِک گفتگو کی آرزو ہے، رُوبرُو جاناں

(ایوب خاور)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ خلاؤں میں مجھے ڈھونڈ تُو نہ ہی مقبروں میں تلاش کر
جو سجے ہوئے ہیں صلیب پر مجھے اُن سَروں میں تلاش کر

مرے نُطق میں میرا رنگ ہے، میری ہر یزید سے جنگ ہے
میں ہوں نام لیوا حسینؑ کا مجھے خنجروں میں تلاش کر

مری بھوک ہی میرا رزق ہے، مجھے اپنی ذات سے عشق ہے
جہاں کسمپرسی ہو، کرب ہو، مجھے اُن گھروں میں تلاش کر

مری زندگی میں طرب نہیں، مُجھے آسروں کی طلب نہیں
میں اَزل سے سوختہ بخت ہوں، مجھے شاعروں میں تلاش کر

یہ الگ کہ خواہشِ زر نہیں، مرا گھر نہیں، مرا در نہیں
یہ تونگری، یہ سکندری مری ٹھوکروں میں تلاش کر

وہ جو ایک کانچ کا شخص تھا اُسے موسموں نے بدل دیا
اُسے آئینوں میں نہ ڈھونڈ تُو، اُسے پتھروں میں تلاش کر

مرا آندھیوں میں ہے آشیاں، مرے سر پہ دھوپ ہے سائباں
میں اَنا پرست ہوں نازؔ تُو مجھے سَر پھروں میں تلاش کر

(سرورناز)

ممکن ہو آپ سے تو بُھلا دیجئے مُجھے
پتھر پہ ہوں لکیر، مٹا دیجئے مجھے

ہر روز مُجھ سے تازہ شکایت ہے آپ کو
میں کیا ہوں، ایک بار بتا دیجئے مجھے

میرے سوا بھی ہے کوئی موضوعِ گفتگو
اپنا بھی کوئی رنگ دکھا دیجئے مجھے

میں کیا ہوں؟ کس جگہ ہوں، مجھے کچھ خبر نہیں
ہیں آپ کتنی دُور، صدا دیجئے مجھے

کی میں نے اپنے زخم کی تشہیر جابجا
میں مانتا ہوں جُرم، سزا دیجئے مجھے

جلتے دنوں میں خود پسِ دیوار بیٹھ کر
سائے کی جستجو میں لگا دیجئے مجھے

شہزادؔ یوں تو شعلۂ جاں سرد ہو چکا
لیکن سلگ اُٹھوں تو ہوا دیجئے مجھے

(شہزاد احمدؔ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیار کے دیپ جلانے والے کُچھ کُچھ پاگل ہوتے ہیں
اپنی جان سے جانے والے کُچھ کُچھ پاگل ہوتے ہیں

ہجر کے گہرے زخم ملے تو مُجھ کو یہ احساس ہوا
پاگل کو سمجھانے والے کُچھ کُچھ پاگل ہوتے ہیں

جان سے پیارے لوگوں سے بھی کُچھ کُچھ پردہ لازم ہے
ساری بات بتانے والے کُچھ کُچھ پاگل ہوتے ہیں

خوابوں میں بھی پیا ملن کے سپنے دیکھتے رہتے ہیں
نیندوں میں مُسکانے والے کُچھ کُچھ پاگل ہوتے ہیں

پیار جنہیں ہو جائے اُن کو چین بھلا کب مل پاتا ہے؟
شب بھر اشک بہانے والے کُچھ کُچھ پاگل ہوتے ہیں

اپنی ذات کے اُجڑے گلشن سے وہ پیار کہاں کرتے ہیں؟
اوروں کو مہکانے والے کُچھ کُچھ پاگل ہوتے ہیں

اُس کے عشق میں بھیگ کے واثقؔ ہم کو یہ احساس ہوا
دل کی بات میں آنے والے کُچھ کُچھ پاگل ہوتے ہیں

(سعید واثقؔ)

صبحِ نو

اُفق پر صبحِ نو لہرا رہی ہے

زمانہ رات منڈل بن گیا ہے
اٹھے ہر سمت سے دلکش ترانے
سکوتِ لالہ و گُل ٹوٹتا ہے
فضا جیسے لگی ہے گنگنانے
کِھلے ہیں پھول، مہکی ہیں ہوائیں
گلستاں میں کھلے ہیں عطر خانے
گلوں کو چُوم کر آتے ہیں جھونکے
لٹائے جاتے ہیں خوشبو خزانے
ہوا مشاطگی کرنے لگی ہے
فلک پر بال کھولے ہیں گھٹا نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دھنک ہے یا دوپٹہ ہے کسی کا
گھٹا ہے یا کسی کی زلفِ پیچاں
چٹکتے ہیں حسیں کلیوں کے شعلے
چمن ہے معبدِ آتش پرستاں
گلستاں میں وہ رنگیں پھول بن کر
نکل آئے زمیں کے دل کے ارماں
ہر اِک ڈالی ہے گلشن کی زلیخا
ہر اِک گُل ہے چمن کا ماہِ کنعاں
حسیں تتلی تھرکتی ہے ہوا میں
اُڑا جاتا ہے یا تختِ سلیماں
ہری ڈالوں پہ کلیوں کے نگینے
نہ جانے جڑ دیئے کس جوہری نے
یہ رنگا رنگ پھولوں کے جواہر
یہ شبنم کے لرزتے آبگینے
وہ دیکھو لاجوردی آسماں پر
بہے جاتے ہیں بادل کے سفینے
مہکتے راز بکھرے ہیں چمن کے
بھرم کھولے ہیں کلیوں کی ہنسی نے

نویلے ناز میں کلیوں کو بھنورے
سکھاتے ہیں محبت کے قرینے
اُڑا ہے قوس کا رنگیں دو شالہ
ردا اوڑھی ہے یا نیلم پری نے؟
جھکائے سر ہر اِک ڈالی کھڑی ہے
گلوں کے رُخ پہ آئے ہیں پسینے
ابھی بلبل نے چھیڑا تو نہیں ہے
دھڑکنے کیوں لگے کلیوں کے سینے
اُفق پر صبحِ نو لہرا رہی ہے

(تنویر نقوی)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا ہوَا شب کے ستارے نے جو در کھول دیا
اُس کی آہٹ نے مرا بابِ ہُنر کھول دیا

تیرے قدموں کے نشاں ہیں مِری بینائی تک
مَیں نے یہ رستہ ترے پیشِ نظر کھول دیا

صُبح سے شام، ہواؤں نے سمیٹا مُجھ کو
دستکِ شب نے مِرا زخم مگر کھول دیا

لذتِ دَربَدَری ساتھ تھی دن بھر، لیکن
شام آئی تو کسی ہاتھ نے گھر کھول دیا

مَیں نے جب بھی کبھی جانیکی اجازت چاہی
اُس نے بڑھ کر مِرا اسبابِ سفر کھول دیا

تِتلیاں تھیں مری آنکھوں میں کہ وہ نیندیں تھیں
خواب کے ٹوٹتے ہی جیسے کہ پَر کھول دیا

(شاہدہ حسن)

یہ پچھلے عشق کی باتیں ہیں

یہ پچھلے عشق کی باتیں ہیں

جب آنکھ میں خواب دمکتے تھے
جب دِل میں داغ چمکتے تھے
جب پلکیں شہر کے رستوں میں
اشکوں کا نُور لُٹاتی تھیں
جب سانسیں اُجلے چہروں کی
تن من میں پُھول سَجاتی تھیں
جب چاند کی رِم جھم کرنوں سے
سوچوں میں بھنور پڑ جاتے تھے
جب ایک تلاطم رہتا تھا!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے بے انت خیالوں میں
ہر عہد نبھانے کی قسمیں
خط، خُون سے لِکھنے کی رسمیں
جب عام تھیں ہم دل والوں میں
اب اپنے پھیکے ہونٹوں پر
کُچھ جلتے بجھتے لفظوں کے
یاقُوت پگھلتے رہتے ہیں

اَب اپنی گُم سُم آنکھوں میں
کُچھ دُھول ہے بِکھری یادوں کی
کُچھ گرد آلود سے موسم ہیں
اَب دُھوپ اُگلتی سوچوں میں
کُچھ پیاں جلتے رہتے ہیں

اب اپنے ویراں آنگن میں
جتنی صُبحوں کی چاندی ہے
جتنی شاموں کا سونا ہے
اُس کو خاکستر ہونا ہے

اب یہ باتیں رہنے دیجے
جس عُمر میں قصّے بُنتے تھے
اُس عُمر کا غم سہنے دیجے
اَب اپنی اُجڑی آنکھوں میں
جتنی روشن سی راتیں ہیں
اُس عُمر کی سب سوغاتیں ہیں

جِس عُمر کے، خواب خیال ہوئے
وہ پچھلی عُمر تھی، بیت گئی
وہ عُمر بِتائے سال ہوئے

اَب اپنی دید کے رستے میں
کُچھ رنگ ہے گزرے لمحوں کا
کُچھ اشکوں کی باراتیں ہیں
کُچھ بُھولے بِسرے چہرے ہیں
کُچھ یادوں کی برساتیں ہیں
یہ پچھلے عشق کی باتیں ہیں!

(محسن نقوی)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہر شام اُس سے ملنے کی عادت سی ہوگئی
پھر رفتہ رفتہ اُس سے محبت سی ہوگئی

شاید یہ تازہ تازہ جدائی کا تھا اثر
ہر شکل یک بیک تری صورت سی ہو گئی

اِک نام جھلملانے لگا دل کے طاق پر
اِک یاد جیسے باعثِ راحت سی ہو گئی

خود کو سجا سنوار کے رکھنے کا شوق تھا
پھر اپنے آپ سے مجھے وحشت سی ہو گئی

میں نے کوئی بیانِ صفائی نہیں دیا
بس چُپ رہا تو خود ہی وضاحت سی ہو گئی

البم میں کوئی چھوڑ گیا اپنے آپ کو
اس طرح غائبانہ رَفاقت سی ہو گئی

(اعتبار ساجد)

مری داستانِ حسرت وہ سُنا سُنا کر روئے
مرے آزمانے والے، مجھے آزما کے روئے

کوئی ایسا اہلِ دل ہو کہ فسانۂ محبت
میں اُسے سُنا کے روؤں، وہ مجھے سُنا کے روئے

مری آرزو کی دنیا، دِلِ ناتواں کی حسرت
جسے کھو کے شادماں تھے، اُسے آج پاکے روئے

تری بے وفائیوں پر، تری کج ادائیوں پر
کبھی سر جُھکا کے روئے، کبھی منہ چھپا کے روئے

جو سنائی انجمن میں شبِ غم کی آپ بیتی
کئی رو کے مسکرائے، کئی مسکرا کے روئے

(سیف الدین سیف)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہزاروں دُکھ پڑیں سَہنا، محبت مَر نہیں سکتی
ہے تُم سے بَس یہی کہنا، مُحبت مَر نہیں سکتی

ترا ہر بار میرے خط کو پڑھنا اور رو دینا
مرا ہر بار لکھ دینا، مُحبت مَر نہیں سکتی

کیا تھا ہم نے کیمپس کی نَدی پر اِک حسیں وَعدہ
بَھلے ہم کو پڑے مَرنا، مُحبت مَر نہیں سکتی

جہاں میں جب تلک پنچھی چہکتے اُڑتے پھرتے ہیں
ہے جب تک پُھول کا کِھلنا، مُحبت مَر نہیں سکتی

پرانے عہد کو جب زندہ کرنے کا خیال آئے
مجھے بَس اِتنا لکھ دینا، مُحبت مَر نہیں سکتی

وہ تیرا ہجر کی شَب فون رکھنے سے ذرا پہلے
بہت روتے ہوئے کہنا، مُحبت مَر نہیں سکتی

پُرانے رَابطوں کو پھر نئے وَعدے کی خواہش ہے
ذَرا اِک بار تو کہنا، مُحبت مَر نہیں سکتی

(وصی شاہ)

کوئی آیا نہ گیا آنکھوں میں
پھر بھی اک جشن رہا آنکھوں میں

عکس بینائی کا دشمن نکلا
آئنہ ٹوٹ گیا آنکھوں میں

وہ ستارہ نہیں اُبھرا اب تک
دشتِ شب پھیل گیا آنکھوں میں

میں بھی چہرے سے عیاں ہو کے رہا
تُو بھی اک پل نہ چھپا آنکھوں میں

بارشیں ہوں گی تو بہہ جائے گا
دیکھ تُو گھر نہ بنا آنکھوں میں

کس قدر جھوٹ ہے باہر کی فضا
کتنا سچا ہے خدا آنکھوں میں

سارے دروازے ہوئے بند سلیم
اک دریچہ سا کُھلا آنکھوں میں

(سلیم کوثر)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قرضِ نگاہِ یار ادا کر چکے ہیں ہم
سب کچھ نثارِ راہِ وفا کر چکے ہیں ہم

کچھ امتحانِ دستِ جفا کر چکے ہیں ہم
کچھ اُن کی دسترس کا پتا کر چکے ہیں ہم

اب احتیاط کی کوئی صورت نہیں رہی
قاتل سے رسم و راہ سوا کر چکے ہیں ہم

دیکھیں ہے کون کون، ضرورت نہیں رہی
کوئے ستم میں سب کو خفا کر چکے ہیں ہم

اب اپنا اختیار ہے چاہیں جہاں چلیں
رہبر سے اپنی راہ جدا کر چکے ہیں ہم

ان کی نظر میں، کیا کریں، پھیکا ہے اب بھی رنگ
جتنا لہو تھا صرفِ قبا کر چکے ہیں ہم

کچھ اپنے دل کی خُو کا بھی شکرانہ چاہئے
سو بار ان کی خُو کا گِلا کر چکے ہیں ہم

(فیض احمد فیض)

جب سینہ غم سے بوجھل ہو اور یاد کسی کی آتی ہو
تب کمرے میں بند ہو جانا اور چپکے چپکے رو لینا

جب آنکھیں باغی ہو جائیں اور یاد میں میری بھر آئیں
پھر خود کو دھوکہ مت دینا اور چپکے چپکے رو لینا

جب پلکیں کرب سے موندی ہوں اور سب سمجھیں تم سوتے ہو
تب منہ پر تکیہ رکھ لینا اور چپکے چپکے رو لینا

یہ دُنیا ظالم دُنیا ہے، یہ بات بہت پھیلائے گی
تم سامنے سب کے چُپ رہنا اور چپکے چپکے رو لینا

جب بارش چہرہ دھو ڈالے اور اشک بھی بوندیں لگتے ہوں
وہ لمحہ ہر گز مت کھونا اور چپکے چپکے رو لینا

(عبیداللہ علیم)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہنسی چُھپا بھی گیا اور نظر ملا بھی گیا
یہ اِک جھلک کا تماشا جگر جلا بھی گیا

اُٹھا، تو جا بھی چکا تھا، عجیب مہماں تھا
صدائیں دے کے مجھے نیند سے جگا بھی گیا

غضب ہوا جو اندھیرے میں جل اُٹھی بجلی
بدن کسی کا طلسمات کچھ دکھا بھی گیا

نہ آیا کوئی لبِ بام، شام ڈھلنے لگی
وفورِ شوق سے آنکھوں میں خون آ بھی گیا

ہوا تھی، گہری گھٹا تھی، جِنا کی خوشبو تھی
یہ ایک رات کا قصہ لہو رُلا بھی گیا

چلو منیؔر چلیں، اب یہاں رہیں بھی تو کیوں؟
وہ سنگ دِل تو یہاں سے کہیں چلا بھی گیا

(مُنیر نیازی)

کہو تو نام میں دے دوں اِسے محبت کا
جو اِک الاؤ ہے جلتی ہوئی رفاقت کا

جسے بھی دیکھو چلا جارہا ہے تیزی سے
اگرچہ کام یہاں کچھ نہیں ہے عجلت کا

دکھائی دیتا ہے جو کچھ کہیں وہ خواب نہ ہو
جو سُن رہی ہوں وہ دھوکا نہ ہو سماعت کا

یقین کرنے لگے لوگ رُت بدلتی ہے
مگر یہ سچ بھی کرشمہ نہ ہو خطابت کا

سنوارتی رہی گھر کو مگر یہ بھول گئی
کہ مختصر ہے یہ عرصہ یہاں سکونت کا

چلو کہ اس میں بھی ایک آدھ کام کر ڈالیں
جو مل گیا ہے یہ لمحہ ذرا سی مہلت کا

(فاطمہ حسن)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مانا وادیٔ عشق میں پاؤں اندھا رکھنا پڑتا ہے
لیکن گھر کو جانے والا رستہ رکھنا پڑتا ہے

تنہائی وہ زہر بُجھی تلوار ہے جس کی دہشت سے
بعض اوقات تو دشمن کو بھی زندہ رکھنا پڑتا ہے

جبر کی جتنی اُونچی چاہو، تُم دیوار اُٹھا لینا
لیکن اس دیوار میں اِک دروازہ رکھنا پڑتا ہے

ہجر کا دریا آن پڑا ہے بیچ تو کوئی بات نہیں
عِشق میں ساتھی تھوڑا سا تو حوصلہ رکھنا پڑتا ہے

بے خبری کی شامیں ہوں تو پھر انجان مسافر کو
صحرا میں بھی سمتوں کا اندازہ رکھنا پڑتا ہے

(نوشی گیلانی)

دِل دھڑکنے کا سبب یاد آیا
وہ تری یاد تھی اب یاد آیا

آج مشکل تھا سنبھلنا اے دوست
تُو مصیبت میں عجب یاد آیا

دن گزارا تھا بڑی مشکل سے
پھر ترا وعدۂ شب یاد آیا

پھر کئی لوگ نظر سے گزرے
پھر کوئی شہرِ طرب یاد آیا

حالِ دل ہم بھی سناتے لیکن
جب وہ رخصت ہوا تب یاد آیا

بیٹھ کر سایۂ گل میں ناصرؔ
ہم بہت روئے، وہ جب یاد آیا

(ناصرؔ کاظمی)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھکن تو اگلے سفر کے لیے بہانہ تھا
اُسے تو یوں بھی کسی اور سمت جانا تھا

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی
اُسی پہ ضرب پڑی جو شجر پرانا تھا

متاعِ جاں کا بدل ایک پل کی سرشاری
سلوک خواب کا آنکھوں سے تاجرانہ تھا

ہوا کی کاٹ شگوفوں نے جذب کر لی تھی
تبھی تو لہجۂ خوشبو بھی جارحانہ تھا

وہی فراق کی باتیں، وہی حکایتِ وصل
نئی کتاب کا ایک اِک ورق پُرانا تھا

قبائے زرد نگارِ خزاں پہ سجتی تھی
تبھی تو چال کا انداز خسروانہ تھا

(افتخار عارف)

.....

محبت لفظ تھا میرا

میں اُس شہرِ خرابی میں فقیروں کی طرح دردر پھرا برسوں
اُسے گلیوں میں، سڑکوں پر
گھروں کی سرد دیواروں کے پیچھے ڈھونڈتا، تنہا
کہ وہ مل جائے تو تحفہ اُسے دُوں اپنی چاہت کا!

تمنا میری بر آئی کہ اک دن ایک دروازہ کُھلا اور
میں نے دیکھا وہ شناسا سا چاند سا چہرہ
جو شادابی میں گلشن تھا!
میں اک شانِ گدایانہ لیے اس کی طرف لپکا
تو اُس نے چشمِ بے پروا کے ہلکے سے اشارے سے مُجھے روکا
اور اپنی زُلف کو ماتھے پہ لہراتے ہوئے پوچھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''کہو اے اجنبی سائل
گدائے بے سروساماں
تمہیں کیا چاہیے ہم سے؟''
میں کہنا چاہتا تھا..... ''عمر گزری جس کی چاہت میں
وہی جب مل گیا تو اور اب
کیا چاہیے مجھ کو!''
مگر تقریر کی قوت نہ تھی مجھ میں
فقط اِک لفظ نکلا تھا لبوں سے کانپتا، ڈرتا
جسے اُمید کم تھی اس کے دل میں بار پانے کی
''محبت'' لفظ تھا میرا
مگر اُس نے سُنا ''روٹی''!

(عرش صدیقی)

.....

❁

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے

تُجھ سے کُچھ ملتے ہی وہ بیباک ہو جانا مرا
اور ترا دانتوں میں وہ انگلی دبانا یاد ہے

کھینچ لینا وہ مرا پردے کا کونا دفعتاً
اور دوپٹے سے تیرا وہ منہ چھپانا یاد ہے

تُجھ کو جب تنہا کبھی پانا تو از راہِ لحاظ
حالِ دل باتوں ہی باتوں میں جتانا یاد ہے

غیر کی نظروں سے بچ کر سب کی مرضی کے خلاف
وہ ترا چوری چھپے راتوں کو آنا یاد ہے

چوری چوری ہم سے تُم آ کر ملے تھے جس جگہ
مدتیں گزریں پر اَب تک وہ ٹھکانہ یاد ہے

(حسرت موہانی)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہزار اُن سے محبت جتانے والے ہیں
زمانے والے بھی لیکن زمانے والے ہیں

بہار جن کے نقوشِ قدم پہ نازاں ہے
یہ خوش خرام قیامت اٹھانے والے ہیں

وہ بے قصور ہیں وعدہ اگر نہ ایفا ہو
قدم قدم پہ انہیں ورغلانے والے ہیں

تمہاری چشمِ کرم نے جنہیں ہوا دے دی
وہ خود شناس کہاں سر جھکانے والے ہیں

انہیں وفا و محبت کا تجربہ ہی نہیں
جو بے خبر اُسے اپنا بنانے والے ہیں

شبِ فراق ستاروں سے خاک دل بہلے
کہ رفتہ رفتہ یہ سب ڈوب جانے والے ہیں

وہ پوچھتے ہیں تو سب حال عرض کر دانش
یہ اتفاق کہاں ہاتھ آنے والے ہیں

(احسان دانش)

مری جاں اب بھی اپنا حُسن واپس پھیر دے مُجھ کو

مری جاں اب بھی اپنا حسن واپس پھیر دے مجھ کو
ابھی تک دل میں تیرے عشق کی قندیل روشن ہے
ترے جلووں سے بزمِ زندگی جنت بدامن ہے
مری روح اب بھی تنہائی میں تُجھ کو یاد کرتی ہے
ہر اِک تارِ نفس میں آرزو بیدار ہے اب بھی
ہر اک بے رنگ ساعت منتظر ہے تیری آمد کی
نگاہیں بچھ رہی ہیں راستہ زر کار ہے اب بھی
مگر جانِ حزیں صدمے سہے گی آخرش کب تک؟
تری بے مہریوں پر جان دے گی آخرش کب تک؟
تری آواز میں سوئی ہوئی شیرینیاں آخر
مرے دل کی فسردہ خلوتوں میں جا نہ پائیں گی
یہ اشکوں کی فراوانی سے دُھندلائی ہوئی آنکھیں
تری رعنائیوں کی تمکنت کو بُھول جائیں گی
پکاریں گے تجھے تو لب کوئی لذّت نہ پائیں گے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تری آنکھیں شرارِ برق ہیں گم کردہ راہوں کو
گرا کر برقِ عصمت پھونک دے میرے گناہوں کو
نگاہوں میں مری ڈال اپنی نورانی نگاہوں کو
کہ دیکھوں اِن کے آئنوں میں قدسی بارگاہوں کو
مری ہستی محیطِ حسن میں مستُور ہو جائے
لگا کر نور میں غوطہ، سراپا نور ہو جائے
(پروفیسر اکبر منیر)

.....

❁

ستم گروں کو کبھی حالِ دل سُنانا نہیں
کِسی بھی حال میں رو کر اُنہیں دِکھانا نہیں

فقط دِکھاوے کی خاطر جو ملنے آتے ہیں
دل و نظر میں تم اُن کو کبھی بسانا نہیں

جو چھوڑ کر تمہیں غیروں کے پاس جا بیٹھے
تم ان کے پیار میں دل کو کبھی جلانا نہیں

رفاقتوں کے زمانے تو خواب ہو بھی چکے
رفاقتوں کی وہ گھڑیاں کبھی بُھلانا نہیں

منافقت کے سِوا جن کو کُچھ نہیں آتا!
نہیں وہ دوست! تم اُن کے قریب جانا نہیں

سمجھ سکیں نہ تِری بات جو کبھی فرحتؔ
تم ایسے لوگوں کو نغمے کبھی سُنانا نہیں
(فرحت امجد)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ کیسا خوف تھا، رختِ سفر بھی بھول گئے
وہ کون لوگ تھے جو اپنے گھر بھی بھول گئے

یہ کیسی قوتِ پرواز ڈر نے پیدا کی
پرندے اُڑتے ہوئے اپنے پَر بھی بھول گئے

دُکھوں نے چھین لی آنکھوں کی ساری بینائی
ہم اُس کا شہر تو کیا رہگزر بھی بھول گئے

خیال تھا کہ سُنائیں گے حالِ دل لیکن
ہم اُس کے سامنے عرضِ ہُنر بھی بھول گئے

جُدا ہوئے تو کُھلا ہے تمہاری بستی میں
ہم ایک دِل ہی نہیں، چشمِ تر بھی بھول گئے

(نوشی گیلانی)

کہا تھا کس نے کہ عہدِ وفا کرو اُس سے
جو یُوں کیا ہے تو پھر کیوں گلہ کرو اُس سے

نصیب پھر کوئی تقریبِ قرب ہو کہ نہ ہو
جو دل میں ہوں وہی باتیں کہا کرو اُس سے

یہ اہلِ بزم تنک حوصلہ سہی پھر بھی
ذرا فسانۂ دل ابتدا کرو اُس سے

یہ کیا کہ تُم ہی غمِ ہجر کے فسانے کہو
کبھی تو اُس کے بہانے سُنا کرو اُس سے

فرازؔ ترکِ تعلق تو خیر کیا ہوگا!
یہی بہت ہے کہ کم کم ملا کرو اُس سے

(احمد فرازؔ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مُحبت کس قدر یاس آفریں معلوم ہوتی ہے
ترے ہونٹوں کی ہر جنبش، نہیں معلوم ہوتی ہے

یہ کِس کے آستاں پر مجھ کو ذوقِ سجدہ لے آیا
کہ آج اپنی جبیں، اپنی جبیں معلوم ہوتی ہے

محبت تیرے جلوے کتنے رنگا رنگ جلوے ہیں
کہیں محسوس ہوتی ہے، کہیں معلوم ہوتی ہے

جوانی مٹ گئی لیکن خلش دردِ محبت کی
جہاں معلوم ہوتی تھی، وہیں معلوم ہوتی ہے

اُمیدِ وصل نے دھوکے دیئے ہیں اس قدر حسرتؔ
کہ اُس کافر کی ہاں بھی اَب نہیں معلوم ہوتی ہے

(چراغ حسن حسرتؔ)

جب سے تُونے مُجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اُٹھا رکھا ہے

اُس کے دل پر بھی کڑی عشق میں گزری ہوگی
نام جس نے بھی محبت کا سزا رکھا ہے

پتھرو! آج مرے سر پہ برستے کیوں ہو
میں نے تُم کو بھی کبھی اپنا خدا رکھا ہے

اب مری دید کی دُنیا میں بھی تماشائی ہے
تُونے کیا مجھ کو محبت میں بنا رکھا ہے

غم نہیں گُل جو کیے گھر کے ہواؤں نے چراغ
ہم نے دِل کا بھی دیا ایک جلا رکھا ہے

پی جا ایّام کی تلخی کو بھی ہنس کے ناصرؔ
غم کو سہنے میں بھی قدرت نے مزہ رکھا ہے

(حکیم ناصرؔ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری ہم راز مجھ کو بتلاؤ

میری ہم راز مجھ کو بتلاؤ
اُس پری وَش کا حال کیسا ہے؟
اس پری وَش کا حال کیسا ہے؟
میری ہم راز مجھ کو بتلاؤ

میری دم ساز مجھ کو بتلاؤ
اُس کے دن رات کیسے کٹتے ہیں؟
کیسے شامیں سحر میں ڈھلتی ہیں؟
کیسے دن، رات میں بدلتے ہیں؟

اُس کے چہرے پہ دُکھ کے سائے ہیں؟
یا ہنسی کے چراغ جلتے ہیں؟
اُس کی پائل میں غم کے نغمے ہیں؟
یا خوشی کے رباب بجتے ہیں؟

اُس کے ہنسنے پہ کیا اُسی صورت؟
اس کے ہونٹوں سے پھول جھڑتے ہیں؟
اور اس کے خرام پر اب بھی
دل غزالوں کے بھی ڈھرکتے ہیں؟

اُس کی آواز اب بھی ویسی ہے؟
جیسے کوئی کلی چٹکتی ہے
آج بھی یاسمین کی خوشبو
اُس کے اَنفاس میں مہکتی ہے؟

اور وہ اُس کے ہاتھ کی مہندی؟
اور وہ اُس کی آنکھ کا کاجل؟
اور وہ اُس کے روپ کی چاندی؟
اور وہ اُس کی زُلف کے بادَل؟

اور وہ اُس کے ہونٹ کے ساغر؟
اور وہ اُس کے قوس سے ابرو؟
اور وہ اُس کی دل نشیں باتیں؟
اور وہ اُس نگاہ کا جادو؟

اُس کا احوال، اس کی سب باتیں
میری ہم راز مجھ کو بتلاؤ
تم نے دیکھا جو اُس کی محفل میں
وہ سبھی کچھ مجھے بھی دکھلاؤ

(ازھر منیر)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری ہم راز اُس کو بتلانا

(۱)

میری ہم راز! ہاں! کہو مجھ سے
میری محبوب کی سبھی باتیں
اُس ملاقات کا سب افسانہ
حُسنِ محبوب کی سبھی باتیں

دیکھ کر تم کو اُس کی آنکھوں میں
جیسے دیپک سے جل اُٹھے ہوں گے
اور قوسِ قزح کے سارے رنگ
اُس کے چہرے پہ سج گئے ہوں گے

جانتی ہے کہ تم ہماری ہو
غم گسار اور رفیق اور دم ساز
واقفِ حال اور عزیز اور دوست
ہم سخن، ہم مزاج اور ہم راز

گر نہ ہوتی ہماری تم جیسی
کوئی دنیا میں مہرباں ساتھی
اُس کو میری خبر نہ مل پاتی
مجھ کو اُس کی خبر نہ مل پاتی

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

(۲)

اُس نے پوچھا ہے یہ کہ میں اب بھی
اُس کو دن رات یاد کرتا ہوں؟
اس کی فرقت میں کیا اُسی صورت
نظم لکھتا ہوں، گیت بُنتا ہوں؟

آہ اُس کو گماں ہوُا ہے کیوں؟
میں کبھی اُس کو بھول سکتا ہوں؟
کیا اُسے یہ خبر نہیں، اُس بن؟
میں نہ جیتا ہوں اور نہ مرتا ہوں

وہ تو اب بھی اُسی طرح میرے
جسم کی سب رگوں میں زندہ ہے
وہ تو سانسوں میں میرے بستی ہے
وہ تو اب میرے خوں میں زندہ ہے

میری ہم راز اُس کو بتلانا
اُس محبت کی آگ روشن ہے
دل کے آتش کدے میں ہاں اب بھی
اُس کی چاہت کی آگ روشن ہے

اُس سے کہنا کہ ہجر کا دوزخ
مجھ کو تو عمر بھر جلائے گا
اُس سے کہنا کہ جس گھڑی ازہر
اُس کو بھولے گا، مر ہی جائے گا

(ازہر منیر)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چراغِ طُور جلاؤ، بڑا اندھیرا ہے
ذرا نقاب اٹھاؤ، بڑا اندھیرا ہے

وہ جن کے ہوتے ہیں خورشید آستینوں میں
اُنہیں کہیں سے بلاؤ، بڑا اندھیرا ہے

مُجھے تمہاری نگاہوں پہ اعتماد نہیں
مرے قریب نہ آؤ، بڑا اندھیرا ہے

فرازِ عرش سے ٹوٹا ہوا کوئی تارا
کہیں سے ڈھونڈ کے لاؤ، بڑا اندھیرا ہے

ابھی تو صبح کے ماتھے کا رنگ کالا ہے
ابھی قریب نہ آؤ، بڑا اندھیرا ہے

جسے زبانِ خرد میں شراب کہتے ہیں
وہ روشنی سی پلاؤ، بڑا اندھیرا ہے

بصیرتوں پہ اُجالوں کا خوف طاری ہے
مُجھے یقین دلاؤ، بڑا اندھیرا ہے

(ساغر صدیقی)

.....

بہاریں دیکھتے ہیں اور تم سے پیار کرتے ہیں
دُکھوں کو جھیلتے ہیں اور تم سے پیار کرتے ہیں

شبِ غم آج کل ہم لوگ تنہائی کے لمحوں میں
محبت سیکھتے ہیں اور تم سے پیار کرتے ہیں

ہمیں مخمور رکھتی ہے رفاقت سرد شاموں کی
کہ یادیں سینچتے ہیں اور تم سے پیار کرتے ہیں

بھلا آنسو کہاں ہیں اب مری ویران آنکھوں میں؟
ستارے تیرتے ہیں اور تم سے پیار کرتے ہیں

ہم اپنی زندگی کو بے اماں ہونے نہیں دیتے
سندیسے بھیجتے ہیں اور تم سے پیار کرتے ہیں

ہم ایسے سادہ دل واقف کہاں آدابِ اُلفت سے!
کہ جاں پر کھیلتے ہیں اور تم سے پیار کرتے ہیں

سُکھی رہتے ہیں واثقؔ آج بھی ہم بارشِ غم میں
کہ اس میں بھیگتے ہیں اور تم سے پیار کرتے ہیں

(سعید واثقؔ)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قریۂ جاں میں کوئی پھول کھلانے آئے
وہ مرے دل پہ نیا زخم لگانے آئے

میرے ویران دریچوں میں بھی خوشبو جاگے
وہ مرے گھر کے دروبام سجانے آئے

اُس سے اِک بار تو رُوٹھوں میں اُسی کی مانند
اور مری طرح سے وہ مجھ کو منانے آئے

اِسی کوچے میں کئی اس کے شناسا بھی تو ہیں
وہ کسی اور سے ملنے کے بہانے آئے

اب نہ پوچھوں گی میں کھوئے ہوئے خوابوں کا پتہ
وہ اگر آئے تو کچھ بھی نہ بتانے آئے

ضبط کی شہر پناہوں کی، مرے مالک! خیر
غم کا سیلاب اگر مُجھ کو بہانے آئے

(پروین شاکر)

.....

دُکھوں کی شدتیں، زخموں کی گہرائی مُجھے دے دو
مسیحا تُم سہی، اذنِ مسیحائی مجھے دے دو

تُم اپنی ذات میں خود انجمن ہو، تُم کو کیا غم ہے؟
میں تنہا ہوں، یہ ذوقِ بزم آرائی مجھے دے دو

تُم اپنے دل کے دروازے مقفل شوق سے کر لو
بس اپنی ذات سے اِذنِ شناسائی مجھے دے دو

تمہارے بعد ہر منظر مجھے بے رنگ لگتا ہے
یہ آنکھیں چھین لو یا اپنی بینائی مجھے دے دو

میں سانسوں میں سمولوں گا تمہاری ہر امانت کو
یہ وحشت ناک سناٹے، یہ تنہائی مجھے دے دو

مری شہرت تمہارے کام آجائے تو حاضر ہے
تمہیں دنیا نے بخشی ہے جو رسوائی مجھے دے دو

میں شاعر ہوں، مرے بے کیف، بے تاثیر لفظوں کو
اَمر کر دو، تم اپنے غم کی رعنائی مجھے دے دو

(اعتبار ساجد)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مُحبّت

میں جسم و جاں کے تمام رشتوں سے چاہتا ہُوں
نہیں سمجھتا کہ ایسا کیوں ہے؟
نہ خال و خد کا جمال اُس میں، نہ زندگی کا کمال کوئی
جو کوئی اُس میں ہُنر بھی ہوگا
تو مجھ کو اس کی خبر نہیں ہے
نہ جانے پھر کیوں!
میں وقت کے دائروں سے باہر کسی تصور میں اُڑ رہا ہوں
خیال میں، خواب و خلوتِ ذات و جلوتِ بزم میں شب و روز
مرا لہو اپنی گردشوں میں اُسی کی تسبیح پڑھ رہا ہے
جو میری چاہت سے بے خبر ہے
کبھی کبھی وہ نظر چُرا کر قریب سے میرے یوں بھی گزرا
کہ جیسے وہ باخبر ہے
میری محبتوں سے

دل و نظر کی حکائتیں سُن رکھی ہیں اُس نے
مری ہی صورت
وہ وقت کے دائروں سے باہر کسی تصور میں اُڑ رہا ہے
خیال میں خواب و خلوتِ ذات و جلوتِ بزم میں شب و روز
وہ جسم و جاں کے تمام رشتوں سے چاہتا ہے
مگر نہیں جانتا یہ وہ بھی
کہ ایسا کیوں ہے؟
میں سوچتا ہوں، وہ سوچتا ہے
کبھی ملے ہم تو آئنوں کے تمام باطن عیاں کریں گے
حقیقتوں کا سفر کریں گے

(عبیداللہ علیم)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شب ماہتاب نے شہ نشیں پہ عجیب گُل سا کِھلا دیا
مجھے یوں لگا کسی ہاتھ نے مرے دل پہ تیر چلا دیا

کوئی ایسی بات ضرور تھی شبِ وعدہ وُہ جو نہ آسکا
کوئی اپنا وہم تھا درمیاں یا گھٹا نے اس کو ڈرا دیا

یہی آن تھی مری زندگی، لگی آگ دل میں تو اُف نہ کی
جو جہاں میں کوئی نہ کر سکا، وہ کمال کرکے دکھا دیا

یہ جو لال رنگ پتنگ کا، سرِ آسماں ہے اُڑا ہوا
یہ چراغ دستِ حنا کا ہے جو ہوا میں اس نے جلا دیا

مرے پاس ایسا طلسم ہے، جو کئی زمانوں کا اسم ہے
اُسے جب بھی سوچا بلا لیا، اُسے جو بھی چاہا بنا دیا

(بشیر بدر)

.....

ریشم زلفوں، نیلم آنکھوں والے اچھے لگتے ہیں
میں شاعر ہوں مجھ کو اُجلے چہرے اچھے لگتے ہیں

تم خود سوچو، آدھی رات کو ٹھنڈے چاند کی چھاؤں میں
تنہا راہوں پر ہم دونوں کتنے اچھے لگتے ہیں

آخر آخر سچے قول بھی چبھتے ہیں دل والوں کو
پہلے پہلے پیار کے جھوٹے وعدے اچھے لگتے ہیں

جب سے وہ پردیس گیا ہے شہر کی رونق روٹھ گئی
اب تو اپنے گھر کے بند دریچے اچھے لگتے ہیں

کالی رات میں جگمگ کرتے تارے کون بجھاتا ہے؟
اِس دُلہن کو یہ موتی یہ گہنے اچھے لگتے ہیں

کل اُس روٹھے روٹھے یار کو دیکھا تو محسوس ہوا
محسن اُجلے جسم پہ مُیلے کپڑے اچھے لگتے ہیں

(محسن نقوی)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوچتا ہوں کہ اُسے نیند بھی آتی ہوگی
یا مِری طرح فقط اشک بہاتی ہوگی

وہ مِری شکل، مِرا نام بُھلانے والی
اپنی تصویر سے کیا آنکھ ملاتی ہوگی

اس زمیں پر بھی ہے سیلاب مِرے اشکوں سے
میرے ماتم کی صَدا عرش ہلاتی ہوگی

شام ہوتے ہی وہ چوکھٹ پہ جلا کر شمعیں
اپنی پلکوں پہ کئی خواب سُلاتی ہوگی

اُس نے سِلوا بھی لیے ہوں گے سیاہ رنگ لباس
اب مُحرّم کی طرح عید مناتی ہوگی

ہوتی ہو گی مِرے بوسے کی طلب میں پاگل
جب بھی زُلفوں میں کوئی پُھول سجاتی ہو گی

رُوپ دے کر مُجھے اُس میں کسی شہزادے کا
اپنے بچوں کو کہانی وہ سُناتی ہوگی

(وصی شاہ)

کہا اس نے ''زمانہ درد ہے اور تم دوا جیسے''
لگا ''تم سے محبت ہے'' مجھے اُس نے کہا جیسے

طلب کی اس نے جب مجھ سے محبت کی وضاحت تو
بتایا، دشت کے ہونٹوں پہ بارش کی دعا جیسے

سنو! کیوں دل کی بستی کی طرف سے شور اٹھتا ہے؟
بتایا، حادثہ احساس کے گھر میں ہوا جیسے

کہو اے گُل! کبھی خوشبو کا تم نے عکس دیکھا ہے
کہا، قوسِ قزح کے سارے رنگوں کی صدا جیسے

سنو، خواہش کی لہروں پر سنبھلنا کیوں ہوا مشکل؟
بتایا، پانیوں پر خواب کی رَکھی بنا جیسے

بھلا تم روح کی اِن کرچیوں میں ڈھونڈتے ہو کیا؟
کہا، یہ اتنی روشن ہے کہ سورج ہے دیا جیسے

سُنو! آنکھوں کی آنکھوں کا بیاں کیسا لگا تم کو؟
لگا، پھولوں سے سرگوشی سی کرتی ہے صبا جیسے

(فاخرہ بتول)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حاصلِ زیست ہو خلوت، مگر اتنی بھی نہیں
خود سے کی جائے محبت، مگر اتنی بھی نہیں

رزمِ احساس سے مُہرہ ہی ہٹا دُوں اُس کا
ہے مجھے اُس سے شکایت، مگر اتنی بھی نہیں

اِک دیا بھی وہ مِرے نام پہ روشن نہ کرے
ہے اُسے رات سے نسبت، مگر اتنی بھی نہیں

تیرے بے مہر تقاضے کو سمجھ ہی نہ سکوں
ہے تری خُو میں سیاست، مگر اتنی بھی نہیں

کیا ہُوا خشک ہوئے جاتے ہیں دریا سارے
ہے مِری فصل کی قیمت، مگر اتنی بھی نہیں

(یاسمین حمید)

.....

آئے تھے اُن کے ساتھ، نظارے چلے گئے
وہ شب، وہ چاندنی، وہ ستارے چلے گئے

شاید تمہارے ساتھ بھی واپس نہ آسکیں
وہ ولولے جو ساتھ تمہارے چلے گئے

کشتی تڑپ کے حلقۂ طوفاں میں رہ گئی
دیکھو تو کتنی دُور کنارے چلے گئے

ہر آستاں اگرچہ ترا آستاں نہ تھا
ہر آستاں پہ تجھ کو پکارے چلے گئے

دیکھا تو پھر وہیں تھے، چلے تھے جہاں سے ہم
کشتی کے ساتھ ساتھ کنارے چلے گئے

دُشمن گئے تو کشمکشِ دوستی گئی
دشمن گئے کہ دوست ہمارے چلے گئے

جاتے ہی ان کے سیفؔ! شبِ غم نے آلیا
رخصت ہوُا وہ چاند، ستارے چلے گئے

(سیف الدین سیفؔ)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاج محل

تاج تیرے لیے اِک مظہرِ الفت ہی سہی
تجھ کو اِس وادیٔ رنگیں سے عقیدت ہی سہی
میری محبوب کہیں اور ملا کر مجھ سے

بزمِ شاہی میں غریبوں کا گزر کیا معنی؟
ثبت جس راہ میں ہوں سَطوتِ شاہی کے نشاں
اس پہ الفت بھری روحوں کا سفر کیا معنی؟
میری محبوب پسِ پردۂ تشہیرِ وفا
تونے سَطوَت کے نشانوں کو تو دیکھا ہوتا
مُردہ شاہوں کے مقابر سے بہلنے والی
اپنے تاریک مکانوں کو تو دیکھا ہوتا
اَن گنت لوگوں نے دنیا میں محبت کی ہے
کون کہتا ہے کہ صادق نہ تھے جذبے اُن کے
لیکن اُن کے لیے تشہیر کا سامان نہیں

کیونکہ وہ لوگ بھی اپنی ہی طرح مفلس تھے
یہ عمارات و مقابر یہ فصیلیں یہ حصار
مطلق الحکم شہنشاہوں کی عظمت کے ستوں
سینۂ دہر کے ناسور ہیں، کہنہ ناسور
جذب ہے اِن میں ترے اور مرے اجداد کا خوں
مِری محبوب! انہیں بھی تو محبت ہو گی
جن کی صنّاعی نے بخشی ہے اِسے شکلِ جمیل
اُن کے پیاروں کے مقابر رہے بے نام و نمود
آج تک ان پہ جلائی نہ کسی نے قندیل
یہ چمن زار، یہ جمنا کا کنارہ، یہ محل
یہ منقش در و دیوار، یہ محراب، یہ طاق
اِک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اُڑایا ہے مذاق
میری محبوب! کہیں اور ملا کر مجھ سے!

(ساحرلدھیانوی)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ معجزہ بھی مُحبت کبھی دکھائے مُجھے
کہ سنگ تجھ پر گرے اور زخم آئے مُجھے

میں گھر سے تیری تمنا پہن کے جب نِکلوں
برہنہ شہر میں کوئی نظر نہ آئے مجھے

وہی تو سب سے زیادہ ہے نکتہ چیں میرا
جو مُسکرا کے ہمیشہ گلے لگائے مجھے

میں اپنے دل سے نکالوں خیال کس کس کا
جو تُو نہیں تو کوئی اور یاد آئے مجھے

وہ میرا دوست ہے سارے جہاں کو ہے معلوم
دغا کرے وہ کسی سے تو شرم آئے مجھے

وہ مہرباں ہے تو اقرار کیوں نہیں کرتا
وہ بدگماں ہے تو سو بار آزمائے مجھے

میں اپنی ذات میں نیلام ہو رہا ہوں قتیلؔ
غمِ حیات سے کہہ دو خرید لائے مجھے

(قتیل شفائی)

صرف تُو ہی میری جہدِ زیست کا حاصل نہ تھا
تُو چراغِ راہ تھا لیکن مری منزل نہ تھا

زندگی تھوڑی تھی ہم کو اور ابھی سو کام تھے
ورنہ اِک تُجھ کو ہی پانا تو کوئی مشکل نہ تھا

ہر کسی جذبے کا اپنا وقت، اپنی عُمر تھی
تُو مرا ماضی تو ہو سکتا تھا، مستقبل نہ تھا

کب تری آنکھوں سے جھانکا تھا مری سوچوں کا دُکھ
تُو مِرا تھا، پر مِرے دُکھ درد میں شامل نہ تھا

دل میں اَن دیکھے ہوؤں کو دیکھنے کے زخم تھے
میں فقط تیرے ہی خدو خال کا گھائل نہ تھا

سچ تو یہ ہے مَیں نے تیرے ساتھ بھی دھوکا کیا
مَیں ترا ہو کر بھی اپنے آپ سے غافل نہ تھا

ایک رو تھی جس میں بہتے جا رہے تھے ہم ریاضؔ
خواہشوں کے پانیوں میں دُور تک ساحل نہ تھا

(ریاض مجید)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک جیسا مکالمہ

بچھڑتے لمحوں میں
اُس نے مُجھ سے کہا تھا دیکھو
''ہماری راہیں جُدا جُدا ہیں
مگر ہمیں ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے زندگی بھر
کسی بھی لمحہ اُداسیوں کی
فصیل حائل نہ ہونے دینا
ہَوا کے ہاتھوں پہ لکھتے رہنا
جُدائیوں کے تمام قصّے
قدم قدم پر جو پیش آئیں
وہ سانحے بھی نظر میں رکھنا
میں جب بھی لوٹا تو اپنے ہونٹوں کی تازگی کو

تمہاری بُجھتی ہوئی اِن آنکھوں میں لا رکھوں گا
جو میری اپنی ہیں، صرف میری''
بچھڑتے لمحوں میں اُس نے مجھ سے نہ جانے کیا کچھ کہا سُنا تھا
اور اَب
اُسے بھی یہی کہے گا
وہ جس کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے
نئے سفر پر نکل پڑا ہے

(نوشی گیلانی)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غم کی بارش نے بھی تیرے نقش کو دھویا نہیں
تُو نے مجھ کو کھو دیا، میں نے تجھے کھویا نہیں

نیند کا ہلکا گلابی سا خمار آنکھوں میں تھا
یوں لگا جیسے وہ شب کو دیر تک سویا نہیں

ہر طرف دیوار و در اور اُن میں آنکھوں کے ہجوم
کہہ سکے جو دل کی حالت وہ لب گویا نہیں

جُرم آدم نے کیا اور نسلِ آدم کو سزا
کاٹتا ہوں زندگی بھر میں نے جو بویا نہیں

جانتا ہوں ایک ایسے شخص کو میں بھی منیرؔ
غم سے پتھر ہو گیا لیکن کبھی رویا نہیں

(منیر نیازی)

دُکھ کی بات

وہ دن بھی کیسے دن تھے؟
جب تری پلکوں کے سائے
شام کی گہری اداسی بن کے
میری روح میں جادو جگاتے تھے
مری آنکھوں میں نیندیں
تیرے بالوں کی طرح، ایسے سبک سے جال بنتی تھیں
کہ جو حلقہ بہ حلقہ، خواب اندر خواب
انجانے زمانوں کی گریزاں ساعتوں پر
ابر کی صورت برستے تھے
بدلتے موسموں کی طرح تیرے جسم پر عالم گزرتے تھے
مری جاں تُو بہارِ جادواں کا ایک موسم تھی
جو میری روح میں آیا
مجھے کیوں یاد آتے ہیں وہ دن
جو اَب نہ آئیں گے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ آئیں گے تو پھر کیوں یاد آتے ہیں؟
وہ دن بھی کیسے دن تھے؟
جب میری بیداریوں کی سرحدیں خوابوں سے ملتی تھیں
وہ باتیں جو کہ ناممکن ہیں، ممکن تھیں
جہاں بس سوچ لینا اور ہو جانا برابر تھا
تجھے کیا یاد ہے وہ دن؟
کہ جب حرفِ شکایت کی گرہ سی پڑ گئی تھی
میرے سینے میں
میری آزردگی سے شام کے چہرے پہ زردی تھی
میں تیرے پاس بیٹھا سوچتا تھا
جانے کیا کیا سوچتا تھا!؟
تجھے کیا یاد ہے؟
تو نے کہا تھا
میں دل کی بات اگر اُس سے بھی
کہہ سکتی تو کہہ دیتی
کہ میرے جسم میں دو دل دھڑکتے ہیں
تمہارے واسطے بھی
جو دشمنِ جاں ہے

(سلیم احمد)

.....

❁

کہیں آہ بن کے لب پر ترا نام آ نہ جائے
تجھے بے وفا کہوں میں، وہ مقام آ نہ جائے

ذرا زُلف کو سنبھالو، مرا دل دھڑک رہا ہے
کوئی اور طائرِ دِل، تہہِ دام آ نہ جائے

جسے سُن کے ٹوٹ جائے مرا آرزو بھرا دل
تری انجمن سے مجھ کو وہ پیام آ نہ جائے

وہ جو منزلوں پہ لاکر کسی ہم سفر کو لُوٹیں
انہیں رہزنوں میں تیرا کہیں نام آ نہ جائے

اِسی فکر میں ہیں غلطاں یہ نظامِ زر کے بندے
جو تمامِ زندگی ہے وہ نظام آ نہ جائے

یہ مہ و نجوم ہنس لیں، مرے آنسوؤں پہ جالبؔ
مرا ماہتاب جب تک لبِ بام آ نہ جائے

(حبیب جالبؔ)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ یادگارِ شہرِ ستمگر ہی لے چلیں
آئے ہیں اِس گلی میں تو پتھر ہی لے چلیں

یوں کِس طرح کٹے گا کڑی دھوپ کا سفر
سر پر خیالِ یار کی چادر ہی لے چلیں

رنجِ سفر کی کوئی نشانی تو پاس ہو
تھوڑی سی خاکِ کوچۂ دلبر ہی لے چلیں

یہ کہہ کے چھیڑتی ہے ہمیں دل گرفتگی
گھبرا گئے ہیں آپ تو باہر ہی لے چلیں

اس شہرِ بے چراغ میں جائے گی تُو کہاں؟
آ اے شبِ فراق! تجھے گھر ہی لے چلیں

(ناصر کاظمی)

سوچوں پہ غم کی شال ہے، تم کیوں چلے گئے؟
ہر سمت ایک جال ہے، تم کیوں چلے گئے؟

سب پوچھتے ہیں ترکِ مراسم کے واقعات
کس کو مرا خیال ہے، تم کیوں چلے گئے؟

تازہ تمام زخم بہاروں نے کر دیے
ہر پھول کا سوال ہے، تم کیوں چلے گئے؟

ہنسنا تو خیر اپنا مقدر نہ تھا کبھی
رونا بھی اب محال ہے، تم کیوں چلے گئے؟

کیوں ہاتھ میں نہیں ہے مری جاں تمہارا ہاتھ؟
کتنا برا یہ سال ہے، تم کیوں چلے گئے؟

تم نے تو جاتے جاتے ملاقات تک نہ کی
اب تک یہی ملال ہے، تم کیوں چلے گئے؟

واثقؔ میں کس طرح سے اُٹھاؤں دکھوں کے بوجھ
سارا بدن نڈھال ہے، تم کیوں چلے گئے؟

(سعید واثقؔ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انائیں جتنی مہنگی ہیں، ضمیر اُتنے ہی سستے ہیں
خدا وندا تری دھرتی پہ کیسے لوگ بستے ہیں؟

کئی ایسے نشیمن ہیں جہاں سورج اُترتا ہے
کئی ایسے بسیرے ہیں دیے تک کو ترستے ہیں

جنہیں ہم نے تراشا، قوتِ گویائی بھی بخشی
وہی پتھر ہماری ذات پر الفاظ کستے ہیں

نچھاور پھول کل ہوتے تھے ہم پر جن دریچوں سے
وہیں سے آج ہم پر دوستو پتھر برستے ہیں

جو کل یک جان دو قالب چلے تھے جانبِ منزل
ہوا یہ سانحہ اب مختلف دونوں کے رستے ہیں

مری بستی کے بچوں کی یہی پہچان کافی ہے
نہ اُن کے پاس تختی ہے نہ ان کے پاس بستے ہیں

کہا تھا میں نے سرورناز اُس کو سانپ مت پالو
جواں ہو کر یہ اپنے پالنے والے کو ڈستے ہیں

(سرورناز)

کہاں آ کے رُکنے تھے راستے! کہاں موڑ تھا! اُسے بھول جا
وہ جو مِل گیا اُسے یاد رکھ، جو نہیں ملا، اُسے بھول جا

وہ ترے نصیب کی بارشیں، کسی اور چھت پہ برس گئیں
دلِ بے خبر مری بات سُن، اُسے بھول جا، اُسے بھول جا

میں تو گُم تھا تیرے ہی دھیان میں، تری آس، تیرے گمان میں
صبا کہہ گئی مرے کان میں، مرے ساتھ آ، اُسے بھول جا

کسی آنکھ میں نہیں اشکِ غم، ترے بعد کچھ بھی نہیں ہے کم
تجھے زندگی نے بھلا دیا، تُو بھی مسکرا، اُسے بھول جا

نہ وہ آنکھ ہی تری آنکھ تھی، نہ وہ خواب ہی ترا خواب تھا
دلِ منتظر تو یہ کس لیے، ترا جاگنا، اُسے بھول جا

تو یہ کس لیے شبِ ہجر کے، اُسے ہر ستارے میں دیکھنا
وہ فلک کہ جس پہ ملے تھے ہم، کوئی اور تھا، اُسے بھول جا

تجھے چاند بن کے ملا تھا جو، ترے ساحلوں پہ کھلا تھا جو
وہ تھا ایک دریا وصال کا، سو اُتر گیا، اُسے بھول جا

(امجد اسلام امجد)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تجھے کھو کر بھی تجھے پاؤں جہاں تک دیکھوں
حُسنِ یزداں سے تجھے حُسنِ بتاں تک دیکھوں

تُو نے یوں دیکھا ہے جیسے کبھی دیکھا ہی نہ تھا
میں تو دل میں ترے قدموں کے نشاں تک دیکھوں

صرف اس شوق سے پوچھی ہیں ہزاروں باتیں
میں ترا حسن، ترے حسنِ بیاں تک دیکھوں

میرے ویرانۂ جاں میں تری یادوں کے طفیل
پھول کھلتے نظر آتے ہیں، جہاں تک دیکھوں

وقت نے ذہن میں دھندلا دیئے تیرے خدو خال
یوں تو میں ٹوٹتے تاروں کا دُھواں تک دیکھوں

دِل گیا تھا تو یہ آنکھیں بھی کوئی لے جاتا
میں فقط ایک ہی تصویر کہاں تک دیکھوں

اِک حقیقت سہی، فردوس میں حوروں کا وجود
حسنِ انساں سے نمٹ لُوں تو وہاں تک دیکھوں

(احمد ندیم قاسمی)

اگر مُجھے یہ گمان بھی ہو

اگر مجھے یہ گمان بھی ہو
کہ خواب میں مَیں نہ دیکھ پاؤں گا
تیرا چہرہ، گداز بانہیں، اُداس آنکھیں
مرے لبوں کو تلاش کرتے ہوئے ترے لب
قسم ہے مجھ کو گزرتی ندی کے پانیوں کی
میں اپنی نیندیں جلا کے رکھ دُوں

اگر مجھے یہ یقین بھی ہو
کہ سبز پتے ہوا کی آہٹ نہ سُن سکیں گے
گلاب موسم برستی بارش نہ سہہ سکے گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چمکتی شاخوں پہ اک شگوفہ نہ رہ سکے گا
تو پھر بھی میں تیرا نام لے کر
ترستی آنکھوں کو بند کرلوں
کہ نیند آئے تو میں ترے خواب دیکھ پاؤں

یہ خواہشیں ہیں کہ سنگ ریزے
جو آسمانوں سے میرے دِل پر برس رہے ہیں
یہ دھوپ ہے یا اذیتوں کا سراب دوزخ
یہ لوگ ہیں یا خلاء کی وسعت میں دُور ہوتے ہوئے ستارے
کہاں گیا نیند کا پرندہ؟
پَروں سے لوری سنانے والا
وہ تیرے منظر دکھانے والا

(شہزاد احمد)

.....

❁

میں، مِٹی، سنگیت، ہوا یا اِک چہرہ
رات گئے تک دیواروں پر کون رہا

مَیں نے اُن سب چڑیوں کے پَر کاٹ دیے
جن کو اپنے اندر اُڑتے دیکھا تھا

مُہر لگی ہے میری بند کتابوں پر
لفظوں کے باہر ہے گہرا سناٹا

گھر سے باہر، گھر کے اندر ایک ہی دُکھ
ایک ہی خواہش، ایک سفر اور ایک صدا

مدت سے اُس آہٹ کو ترسی آنکھیں
اندازے سے کھول رہی ہیں دروازہ

اُس کی رفاقت کی شرطیں آسان نہ تھیں
راہ بنانی بھی تھی، تیز بھی چلنا تھا

کن رستوں پر چھوڑے اُس نے ہات مرے؟
گھر بھی نہیں پہنچی اور سُورج ڈوب گیا

(شاہدہ حسن)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وجود اپنا مجھے دے دو

تمہارے ہیں کہو اِک دن
کہو اِک دن
کہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے سب کچھ تمہارا ہے
کہو اِک دن
جسے تُم چاند سا کہتے ہو وہ چہرہ تمہارا تھا
ستارہ سی جنہیں کہتے ہو وہ آنکھیں تمہاری ہیں
جنھیں تُم شاخ سی کہتے ہو وہ بانہیں تمہاری ہیں
کبوتر تولتے ہیں پَر تو پروازیں تمہاری ہیں
جنہیں تُم پھول سی کہتے ہو وہ باتیں تمہاری ہیں
قیامت سی جنہیں کہتے ہو رفتاریں تمہاری ہیں
کہو اِک دن
کہو اِک دن
کہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے سب کچھ تمہارا ہے
اگر سب کچھ یہ میرا ہے تو سب کچھ بخش دو اک دن
وجود اپنا مجھے دیدو، محبت بخش دو اک دن
مرے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھ کر روح میری کھینچ لو اِک دن

(عبیداللہ علیم)

ہر کسی غم کی وہی شکل پرانی نکلے!
بات کوئی بھی ہو تیری ہی کہانی نکلے!

سوچتا ہوں کہ میں خود بڑھ کے بلا لُوں اُس کو
شاید اُس سے کوئی پہچان پرانی نکلے

کچھ برس پہلے جو خط اس نے لکھے تھے مجھ کو
اب پڑھا ان کو تو کچھ اور معانی نکلے

جی میں ہے پہروں نہاؤں مَیں کُھلے پانی میں
شاید اِس طرح طبیعت سے گرانی نکلے

ڈھونڈتا پھرتا ہوں سڑکوں پہ وہ پیلا چہرہ
جانے کِس بھیڑ سے وہ برگِ خزانی نکلے

معجزہ کوئی دکھاتی نہیں بے حِس دھرتی
ایڑیاں کب سے رگڑتے ہیں کہ پانی نکلے

بادِ شام آئے، مہک اُٹھے مرا صحن ریاضؔ
بے مہک جھاڑیوں سے رات کی رانی نکلے

(ریاضؔ مجید)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دلِ پُر شوق کو پہلو میں دبائے رکھا
تجھ سے بھی ہم نے ترا پیار چھپائے رکھا

چھوڑ اس بات کو اے دوست کہ تجھ سے پہلے
ہم نے کِس کِس کو خیالوں میں بسائے رکھا

غیر ممکن تھی زمانے کے غموں سے فرصت
پھر بھی ہم نے ترا غم دِل میں بسائے رکھا

پُھول کو پُھول نہ کہتے تو اُسے کیا کہتے
کیا ہؤا غیر نے کالر پہ سجائے رکھا

جانے کس حال میں ہیں، کونسے شہروں میں ہیں وہ؟
زندگی اپنی جنہیں ہم نے بنائے رکھا

ہائے کیا لوگ تھے! وہ لوگ! پری چہرہ لوگ!!
ہم نے جن کے لیے دنیا کو بُھلائے رکھا

اب ملیں بھی تو نہ پہچان سکیں ہم اُن کو
جِن کو اِک عمر خیالوں میں بسائے رکھا

(حبیب جالبؔ)

کُو بہ کُو پھیل گئی بات شناسائی کی
اُس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی

کیسے کہہ دُوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اُس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

وہ کہیں بھی گیا، لَوٹا تو مرے پاس آیا
بس یہی بات ہے اچھی مرے ہر جائی کی

تیرا پہلو، ترے دِل کی طرح آباد رہے
تجھ پہ گزرے نہ قیامت شبِ تنہائی کی

اُس نے جلتی ہوئی پیشانی پہ جب ہاتھ رکھا
روح تک آ گئی تاثیر مسیحائی کی

اب بھی برسات کی راتوں میں بدن ٹوٹتا ہے
جاگ اُٹھتی ہیں عجب خواہشیں انگڑائی کی

(پروین شاکر)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم ہی میں تھی نہ کوئی بات، یاد نہ تُم کو آ سکے
تم نے ہمیں بھلا دیا، ہم نہ تمہیں بھلا سکے

تم ہی اگر نہ سُن سکے، قصۂ غم سنے گا کون؟
کس کی زباں کھلے گی پھر؟ ہم نہ اگر سنا سکے

ہوش میں آ چکے تھے ہم، جوش میں آ چکے تھے ہم
بزم کا رنگ دیکھ کر، سر نہ مگر اٹھا سکے

شوقِ وصال ہے یہاں، لب پہ سوال ہے یہاں
کس کی مجال ہے یہاں، ہم سے نظر مِلا سکے

ایسا ہو کوئی نامہ بر، بات پہ کان دھر سکے
سُن کے یقین کر سکے، جا کے انہیں سُنا سکے

عجز سے اور بڑھ گئی، برہمیٔ مزاجِ دوست
اب وہ کرے علاجِ دوست، جس کی سمجھ میں آ سکے

اہلِ زباں تو ہیں بہت، کوئی نہیں ہے اہلِ دل
کون تری طرح حفیظ، درد کے گیت گا سکے

(حفیظ جالندھری)

اُسی ایک فرد کے واسطے میرے دل میں درد ہے کس لیے؟
مِری زندگی کا مطالبہ وہی ایک فرد ہے کس لیے؟

تُو جو شہر میں ہی مقیم ہے تو مسافرت کی فضا ہے کیوں
ترا کارواں جو نہیں گیا تو ہوا میں گرد ہے کس لیے؟

نہ جمال و حُسن کی بزم ہے نہ جنون و عشق کا عزم ہے
سرِ دشت رقص میں ہر گھڑی کوئی باد گرد ہے کس لیے؟

ترے حسن سے یہ پتہ چلا تجھے دیکھ کر یہ خبر ہوئی
جہاں راستہ ہی نہیں کوئی، وہاں رہ نورد ہے کس لیے؟

جو لکھا ہے میرے نصیب میں کہیں تُو نے پڑھ تو نہیں لیا
ترا ہاتھ سرد ہے کس لیے، ترا رنگ زرد ہے کس لیے؟

وہ جو ترکِ ربط کا عہد تھا، کہیں ٹوٹنے تو نہیں لگا
ترے دِل کے درد کو دیکھ کر مرے دِل میں درد ہے کس لیے؟

کوئی واسطہ جو نہیں رہا، تری آنکھ میں یہ نمی ہے کیوں؟
مرے غم کی آگ کو دیکھ کر، تری آہ سرد ہے کس لیے؟

(عدیم ہاشمی)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شرمیلی آنکھو بولو

تم تال ہو نیلی موجوں کا
ہم تال کنارے رہتے ہیں
تم نُور کا بہتا دریا ہو
ہم اِس دریا میں بہتے ہیں
تم دیکھ کے چپ چپ رہتی ہو
ہم چپ چپ صدمے سہتے ہیں
جس راز کو رکھا راز اب تک
اُس راز کو ہم پر بھی کھولو
شرمیلی آنکھو بولو!

تم شرم و حیا کے پردے میں
کیوں اپنے روگ چھپاتی ہو؟
تم کس کے دھیان میں گھل گھل کر؟
اپنا سکھ چین گنواتی ہو
ساون کی اندھیری راتوں میں
کیوں برکھا یوں برساتی ہو؟
یہ موتی ہیں نایاب بہت
بیکار نہ یوں موتی رولو
شرمیلی آنکھو بولو!
سب ہجر کے بھید بتا ڈالو
کیا خوف زمانے والوں کا؟
سب قصۂ عشق سنا ڈالو
چھوڑو بھی طریق غزالوں کا
اس ہنستے گاتے موسم میں
کیوں زہر خموشی کا گھولو
شرمیلی آنکھو بولو!

(ظہیر کاشمیری)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہجر میں خُون رُلاتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟
لوٹ کر کیوں نہیں آتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟

جب بھی مِلتا ہے کوئی شخص بہاروں جیسا
مجھ کو تُم کیسے بھُلاتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟

یاد آتی ہیں اکیلے میں تُمہاری نیندیں
کس طرح خود کو سُلاتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟

مجھ سے بچھڑے ہو تو محبوبِ نظر ہو کس کے
آجکل کس کو مناتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟

شب کی تنہائی میں اکثر یہ خیال آتا ہے
اپنے دُکھ کِس کو سُناتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟

سرد راتوں میں تُمہیں کیسے بھُلا سکتا ہوں؟
آگ سی دل میں لگاتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟

شہر کے لوگ بھی واثقؔ یہی کرتے ہیں سوال
اب بہت کم نظر آتے ہو، کہاں ہوتے ہو؟

(سعید واثقؔ)

کبھی تو یُوں تھا

کبھی تو یُوں تھا
مری جبیں پر تم اپنے ہونٹوں سے
خواہشوں کی کئی لکیریں بنا رہے تھے
پھر اِن لکیروں میں
اپنی چاہت کے راستوں کو تلاشتے تھے
کبھی تو یوں تھا
کہ میری آنکھوں میں تم زمان و مکاں کی ساری مسرّتوں کے
سراغ پاتے ہوئے یہ کہتے
کبھی نہ تھکتے
کہ ان میں میرے تمام خوابوں کا عکس تعبیر بن رہا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کبھی مرے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کے کہتے
مری رفاقت تمہیں میسر نہ آ سکی تو تمہاری سانسیں
مسافتوں کی تھکن سے کیسے سنبھل سکیں گی؟

میں اَب جو تنہا اجاڑ رستوں پہ چل رہی ہوں
تو سوچتی ہُوں
کبھی تو یُوں تھا!!!

(نوشی گیلانی)

روداد محبت کیا کہیے کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے
دو دن کی مسرت کیا کہیے کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے

جب جام دیا تھا ساقی نے جب دَور چلا تھا محفل میں
وہ ہوش کی ساعت کیا کہیے کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے

اب وقت کے نازک ہونٹوں پر مجروح ترنم رقصاں ہے
بیدادِ مشیت کیا کہیے کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے

احساس کے مے خانے میں کہاں اب فکر و نظر کی قندیلیں!
آلام کی شدت کیا کہیے! کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے

کچھ حال کے اندھے ساتھی تھے کچھ ماضی کے عیار سجن
احباب کی چاہت کیا کہیے کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے

کانٹوں سے بھرا ہے دامنِ دل شبنم سے سلگتی ہیں پلکیں
پھُولوں کی سخاوت کیا کہیے کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے

اب اپنی حقیقت بھی ساغرؔ بے ربط کہانی لگتی ہے
دنیا کی حقیقت کیا کہیے کچھ یاد رہی کچھ بھول گئے

(ساغر صدیقی)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ابھی ٹھہرو

مری جاں میری مانو تُم
ابھی کچھ اور دیکھو تُم
ابھی کچھ اور جانو تُم

ابھی موسم بدلنا ہے
ابھی سورج نکلنا ہے
ابھی برفوں کے تودوں کو
پہاڑوں سے پھسلنا ہے
پگھلنا ہے ابھی چاندی کو پانی میں
اُترنا ہے ابھی سونا بھی کرنوں کی روانی میں
ابھی تو جھیل کے اُوپر
کنول کے پھُول کھلنے ہیں
ابھی اِس کے کناروں پر

کئی اک اجنبی دیسوں کے پنچھی بھی اُترنے ہیں
گزرنے ہیں کئی جھونکے ہواؤں کے
ابھی کچھ پھول کھلنے ہیں
ابھی کچھ زخم سِلنے ہیں
ابھی کچھ دَرد ملنے ہیں
ابھی تو منتظر ہیں ہم کسی اچھی نشانی کے
بہت کردار باقی ہیں ابھی اپنی کہانی کے
مری جاں میری مانو تُم
کہ جانے کی نہ ٹھانو تُم
ابھی کچھ اور ٹھہرو تُم
ابھی کچھ اور جانو تُم

(سعد اللہ شاہ)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہا یہ کس نے کہ پھولوں سے دل لگاؤں مَیں
ترے خیال کو چھوڑوں تو مر نہ جاؤں مَیں

عجیب تُو بھی کہ چمکے ہے چاکِ ابر میں تُو
عجیب میں بھی کہ بارش کے تِیر کھاؤں میں

عجب نہیں کہ تری آنکھ میں بھی نور آئے
کرن سی بن کے کبھی تیرے در پہ آؤں میں

تمام رات چُرائے تو اوس کے مُوتی
تمام رات ستاروں کے گُرز کھاؤں میں

میں کس زمین میں دفناؤں اپنی آنکھوں کو
کہاں یہ دولتِ بیدار لے کے جاؤں میں

اُٹھوں کہ نیند تو اب آ گئی منڈیروں پر
جو گھر میں سوئے پڑے ہیں انہیں جگاؤں، میں

فقط یہ بات کہ تجھ بن رہی نہ بات کوئی
مگر یہ بات تجھے کس طرح بتاؤں میں

(ڈاکٹر وزیر آغا)

اس قدر مسلسل تھیں شِدتیں جدائی کی
آج پہلی بار اُس سے مَیں نے بے وفائی کی

وَرنہ اب تلک یوں تھا خواہشوں کی بارش میں
یا تو ٹوٹ کر رویا یا غزل سَرائی کی

ہو چلا تھا جب مجھ کو اختلاف اپنے سے
تُو نے کِس گھڑی ظالم، میری ہمنوائی کی

ترک کر چکے قاصد کوئے نامراداں کو
کون اَب خبر لاوے شہرِ آشنائی کی

طنز و طعنہ و تہمت سب ہنر ہیں ناصح کے
آپ سے کوئی پُوچھے ہم نے کیا برائی کی؟

پھر قفس میں شور اُٹھا قیدیوں کا اور صیاد
دیکھنا اُڑا دے گا پھر خبر رہائی کی

دُکھ ہوا جب اُس در پر کل فرازؔ کو دیکھا
لاکھ عیب تھے اُس میں، خُو نہ تھی گدائی کی

(احمد فراز)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خدا وُہ وقت نہ لائے.....

خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہو تو
سکوں کی نیند تجھے بھی حرام ہو جائے
تری مسرتِ پیہم تمام ہو جائے
تری حیات تجھے تلخ جام ہو جائے
غموں سے آئینۂ دل گداز ہو تیرا
ہجومِ یاس سے بے تاب ہو کے رہ جائے
وفورِ درد سے سیماب ہو کے رہ جائے
ترا شباب فقط خواب ہو کے رہ جائے
غرورِ حُسن سراپا نیاز ہو تیرا
طویل راتوں میں تُو بھی قرار کو ترسے
تری نگاہ کسی غمگسار کو ترسے
خزاں رسیدہ تمنا بہار کو ترسے
کوئی جبیں نہ ترے سنگِ آستاں پہ جھکے

کہ جنسِ عجز وعقیدت سے تجھ کو شاد کرے
فریبِ وعدۂ فردا پہ اعتماد کرے
خدا وُہ وقت نہ لائے کو تجھ کو یاد آئے
وہ دِل کہ تیرے لیے بیقرار اب بھی ہے
وہ آنکھ جِس کو ترا انتظار اب بھی ہے

(فیض احمد فیض)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جن سے ہم خیر کا سامان طلب کرتے ہیں
کیا عجب لوگ ہیں وہ جان طلب کرتے ہیں!

مفلسو! بچ کے ذرا اُونچی حویلی کے مکیں
چند سِکوں کے عوض آن طلب کرتے ہیں

مالکِ دہر! لہو اپنا زمیں میں بَو کو
رزق انسان سے دہقان طلب کرتے ہیں

ہم بھی کیا لوگ ہیں آزاد فضائیں تج کر
زندگی کرنے کو زِندان طلب کرتے ہیں

جن کو پہچان ملی مجھ سے زمانے بھر میں
آج وہ بھی مری پہچان طلب کرتے ہیں

میں نے اِن سب کے اُصولوں سے بغاوت کی ہے
میرا سَر وقت کے سلطان طلب کرتے ہیں

حرف اِسلام پر اس عہد میں اے سرور نازؔ
کتنے کافر میرا ایمان طلب کرتے ہیں

(سرور ناز)

آواز دے کہاں ہے؟

(گیت)

آواز دے کہاں ہے؟
دنیا مری جواں ہے
آباد میرے دل میں
اُمید کا جہاں ہے.....ایسے میں تُو کہاں ہے؟

آ رات جا رہی ہے یوں
جیسے چاند کی
بارات جا رہی ہے
چلنے کو اب فلک سے
تاروں کا کارواں ہے.....ایسے میں تُو کہاں ہے؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قسمت پہ چھا رہی ہے
رات کی سیاہی
برباد میری نیندیں
تاروں سے لے گواہی

برباد میں یہاں ہوں
آباد تُو وہاں ہے.....بے درد آسماں ہے
آواز دے کہاں ہے

(تنویر نقوی)

.....

تھا جو یادوں کا خزانہ مِرے گھر پر رکھا
اُس کی خاطر نہ کبھی پاؤں سفر پر رکھا

پوچھتا ہے یہ ترے شام و سحر کی بابت
یاد کا لمحہ جو ہے دیدۂ تر پر رکھا

ایک پل ہوگا فقط دید کا، جِس کی خاطر
مَیں نے صدیوں کو تری راہگذر پر رکھا

توڑ دے یا اِسے خورشید کا ہمسر کر دے
ایک شیشہ ہُوں ترے دستِ ہُنر پر رکھا

شام سے پہلے بجھایا مِرا سُورج تُم نے
اور الزام یہ آئینِ سحر پر رکھا

(یاسمین حمید)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حدودِ جاں سے گزر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا
محبتوں کی نظر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

وفا کا پودا شجر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا
نصیب اس کا ثمر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

پھر ایک لیلیٰ گھری ہوئی ہے نئے زمانے کی تلخیوں میں
پھر ایک وعدہ امر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

ابھی تو پھرتے ہو دوستوں میں عزیز کوئی جدا نہیں ہے
کوئی اِدھر سے اُدھر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

یہ خوش نصیبی ہے شہر بھر میں تمہارا دشمن نہیں ہے کوئی
کبھی کسی کا جو ڈر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

محبتوں میں تو پتھروں کو بھی موم ہوتے سنا ہے لیکن
تمہارے دل پہ اثر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

وہ جس کی خاطر زمانے بھر کو بنا رہے ہو تم اپنا دشمن
وہی نہ اپنا اگر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

(اختر ملک)

اتنا معلوم ہے

اپنے بستر پہ بہت دیر سے میں نیم دراز
سوچتی تھی کہ وہ اِس وقت کہاں پر ہو گا
میں یہاں ہُوں مگر اُس کوچۂ رنگ و بو میں
روز کی طرح سے وہ آج بھی آیا ہو گا
اور جب اُس نے وہاں مُجھ کو نہ پایا ہو گا!؟

آپ کو علم ہے، وہ آج نہیں آئی ہیں؟
میری ہر دوست سے اُس نے یہی پوچھا ہو گا
کیوں نہیں آئی وہ؟ کیا بات ہوئی ہے آخر؟
خود سے اس بات پہ سو بار وہ الجھا ہو گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کل وہ آئے گی تو میں اُس سے نہیں بولوں گا
آپ ہی آپ کئی بار وہ روٹھا ہو گا
وہ نہیں ہے تو بلندی کا سفر کتنا کٹھن
سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اُس نے یہ سوچا ہو گا

راہداری میں، ہرے لان میں، پھولوں کے قریب
اُس نے ہر سمت مجھے آن کے ڈھونڈا ہوگا

نام بھولے سے جو میرا کہیں آیا ہوگا
غیر محسوس طریقے سے وہ چونکا ہوگا
ایک جملے کو کئی بار سنایا ہوگا
بات کرتے ہوئے سو بار وہ بھولا ہوگا
یہ جو لڑکی نئی آئی ہے، کہیں وہ تو نہیں
اُس نے ہر چہرہ یہی سوچ کے دیکھا ہو گا
جانِ محفل ہے، مگر آج، فقط میرے بغیر
ہائے کِس درجہ وہی بزم میں تنہا ہوگا
کبھی سناٹوں سے وحشت جو ہوئی ہوگی اُسے
اُس نے بے ساختہ پھر مجھ کو پکارا ہوگا
چلتے چلتے کوئی مانوس سی آہٹ پاکر
دوستوں کو بھی کِسی عذر سے روکا ہوگا

یاد کرکے مجھے، نَم ہو گئی ہوں گی پلکیں
"آنکھ میں پڑ گیا کچھ" کہہ کے یہ ٹالا ہوگا
اور گھبرا کے کتابوں میں جو لی ہوگی پناہ
ہر سطر میں مرا چہرہ ابھر آیا ہوگا
جب ملی ہوگی اُسے میری علالت کی خبر
اُس نے آہستہ سے دیوار کو تھاما ہوگا
سوچ کر یہ کہ بہل جائے پریشانیٔ دِل
یونہی بے وجہ، کسی شخص کو روکا ہوگا!

اتفاقاً مجھے اس شام مری دوست ملی
میں نے پوچھا کو سنو آئے تھے وہ؟ کیسے تھے؟
مجھ کو پوچھا تھا؟ مجھے ڈھونڈا تھا چاروں جانب؟
اُس نے اِک لمحے کو دیکھا مجھے اور پھر ہنس دی
اس ہنسی میں تو وہ تلخی تھی کہ اس سے آگے
کیا کہا اُس نے مجھے یاد نہیں ہے لیکن
اتنا معلوم ہے، خوابوں کا بھرم ٹوٹ گیا!
(پروین شاکر)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تُو جُدا ہو کے سرِ شام کِدھر جائے گا
اَشک بن کے میری آنکھوں میں ٹھہر جائے گا

شام کو شام اُتر آئے گی آنگن میں مِرے
کوئی سایہ نہ سرِ بام نظر آئے گا!

ہم شب و روز تڑپتے ہیں تو دُکھ ہی کیا ہے!
ایک دن تیرا بھی دِل خون سے بھر جائے گا

کوئی پتھر نہیں آویزاں مِرے سینے میں
ایک دِل ہے سو کسی آس پہ مر جائے گا

آج جو کرتا ہے بَس تُجھ سے محبت فرحتؔ
دیکھنا کل کو یہی شخص مکر جائے گا

(فرحت امجد)

.....

دل ہی تو ہے، نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں؟
روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں؟

دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم، غیر ہمیں اُٹھائے کیوں؟

قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی، غم سے نجات پائے کیوں؟

واں وُہ غرورِ عز و ناز، یاں یہ حجابِ پاس وضع
راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بُلائیں کیوں؟

ہاں، وہ نہیں خدا پرست! جاؤ وہ بے وفا سہی
جِس کو ہو دین و دِل عزیز، اس کی گلی میں جائیں کیوں؟

(اسداللہ غالبؔ)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اعتذار

تُم سمجھتی ہو یہ گلدان میں ہنستے ہوئے پھول
میری افسردگیٔ دِل کو مٹا ہی دیں گے
یہ حسیں پھول کہ ہیں جانِ گلستانِ بہار
میرے سوئے ہوئے نغموں کو جگا ہی دیں گے
تم نے دیکھی ہیں دمکتی ہوئی شمعیں لیکن
تم نے دیکھے نہیں بجھتے ہوئے دیپک ہمدم!
وہی دیپک جو نگاہوں کا سہارا پاکر
ایک لمحے کے لیے جلتے ہیں، بُجھ جاتے ہیں
کبھی اِک اشک سے دُھل جاتے ہیں صدیوں کے غبار
کائنات اور نکھر اور سنور جاتی ہے
کبھی ناکام تمنا کی صدائے مبہم
قہقہہ بن کے فضاؤں میں بکھر جاتی ہے

ٹوٹتے تاروں کے سنگیت سُنے ہیں تم نے!
وہ بھی نغمے ہیں جو ہونٹوں سے گریزاں ہی رہے
پھڑ پھڑاتے ہوئے دیکھے ہیں فضاؤں میں کبھی
وہ فسانے جو نگاہوں سے بیاں ہو نہ سکے
کبھی کانٹوں سے بہل جاتی ہے روحِ غمگیں
اور معصوم شگوفوں کی رسیلی خوشبو
نیشتر بن کے رگِ جاں میں اُتر جاتی ہے
ہاں یہی پھول یہی جانِ گلستانِ بہار
ناگ بن کر کبھی احساس کو ڈس لیتے ہیں!

(ادا جعفری)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب اُداس پھرتے ہو سردیوں کی شاموں میں
اِس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں

اب تو اُس کی آنکھوں کے میکدے میسر ہیں
پھر سکون ڈھونڈو گے ساغروں، جاموں میں

دوستی کا دعویٰ کیا؟ عاشقی سے کیا مطلب؟
مَیں ترے فقیروں میں، میں ترے غلاموں میں

جِس طرح شعیبؔ اُس کا نام چُن لیا تم نے
اُس نے بھی ہے چُن رکھا ایک نام ناموں میں

(شعیب بن عزیز)

.....

بہت بے چین رہتی ہے طبیعت ایک مدت سے
دل و جاں کو نہیں مل پائی راحت ایک مدت سے

نہ جانے کب تمہارا ہجر مجھ کو ختم کر ڈالے؟
بگڑتی جارہی ہے میری حالت ایک مدت سے

مجھے بھی روک رکھا ہے مری مصروفیت نے اور
نہیں کی تُم نے بھی ملنے کی زحمت ایک مدت سے

بہت مجبور ہوں ورنہ بہت محسوس کرتا ہوں
مری جاں تُم سے ملنے کی ضرورت ایک مدت سے

تمہارے غم سے گھبرا کر مَیں اب لوگوں سے کہتا ہوں
کہ میں نے ترک کر دی ہے محبت ایک مدت سے

کسی دن آ کے مل جاؤ کہ اپنا لی ہے آنکھوں نے
تمہاری یاد میں رونے کی عادت ایک مدت سے

(سعید آثم)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ عالم شوق کا دیکھا نہ جائے
وہ بُت ہے یا خُدا دیکھا نہ جائے

یہ کِن نظروں سے تُو نے آج دیکھا؟
کہ تیرا دیکھنا دیکھا نہ جائے

ہمیشہ کے لیے مُجھ سے بچھڑ جا
یہ منظر بارہا دیکھا نہ جائے

یہ محرومی نہیں پاسِ وفا ہے
کوئی تیرے سوا دیکھا نہ جائے

یہی تو آشنا بنتے ہیں آخر
کوئی ناآشنا دیکھا نہ جائے

فرازؔ اپنے سوا ہے کون تیرا؟
تجھے تجھ سے جُدا دیکھا نہ جائے

(احمد فرازؔ)

.....

تیرے ملنے کے سو بہانے تھے
وہ زمانے بھی کیا زمانے تھے

تیری محفل میں ہم ہُوئے رُسوا
یہ بھی قسمت نے دِن دِکھانے تھے

یہ الگ بات اجنبی ہیں آج
یُوں تو برسوں کے آنے جانے تھے

ہم نے سانپوں کو خود ہی پالا ہے
حوصلے اپنے آزمانے تھے

غیر کے ساتھ ہو گیا رخصت
قول جس شخص نے نبھانے تھے

کوئی اپنا نہیں جِدھر دیکھوں
زندگی یہ بھی دِن دِکھانے تھے

تیرکش جب ہوئے وہ سرورنازؔ
ایک ہم ہی فقط نشانے تھے

(سرورنازؔ)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تُو میرا نام نہ پُوچھا کر.....

تُو میرا نام نہ پُوچھا کر

مَیں تیری ذات کا حصہ ہوں
مَیں تیری سوچ میں شامل ہوں
میں تیری نیند کا قصّہ ہوں
میں تیرے خواب کا حاصل ہوں

میں تیری یاد کا محور ہوں
میں تیری سانس کا جھونکا ہوں
تُو منظر، مَیں پس منظر ہوں
میں لمحہ ہوں میں جذبہ ہوں

جذبے کا کوئی نام نہیں
تُو میرا نام نہ پُوچھا کر

(محسن نقوی)

میری ساری زندگی کو بے ثمر اُس نے کیا
عمر میری تھی مگر اِس کو بسر اُس نے کیا

میں بہت کمزور تھا اس ملک میں ہجرت کے بعد
پر مجھے اس ملک میں کمزور تر اُس نے کیا

راہبر میرا بنا گمراہ کرنے کے لیے
مجھ کو سیدھے راستے سے دربدر اُس نے کیا

شہر میں وہ معتبر میری گواہی سے ہوُا
پھر مجھے اس شہر میں نامعتبر اُس نے کیا

شہر کو برباد کرکے رکھ دیا اُس نے منیؔر
شہر پر یہ ظلم میرے نام پر اُس نے کیا

(منیر نیازی)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں اس کا چہرہ نگاہوں میں پال رکھتا تھا
میں اس کا خود سے زیادہ خیال رکھتا ہے

ذرا سی بات پہ وہ مجھ سے روٹھ جاتا تھا
میں اس سے پیار کا رشتہ بحال رکھتا تھا

مَیں خود کو روند کے جاتا تھا اُس کی بستی میں
وہ ہجر دے کے مجھے ہی نڈھال رکھتا تھا

میں کتنے کرب سے گزرا ہوں تُم نہ سمجھو گے
وہ شخص مجھ کو بہت پُر ملال رکھتا تھا

مجھے تو دوست مرے مار ہی گئے ہوتے
میں بچ گیا ہوں کہ ہمت کمال رکھتا تھا

(ارشد ملک)

بہت مِلا نہ مِلا، زندگی سے غم کیا ہے
متاعِ درد بہم ہے تو بیش و کم کیا ہے؟

ہم ایک عُمر سے واقف ہیں، اب نہ سمجھاؤ
کہ لُطف کیا ہے مرے مہرباں ستم کیا ہے

کرے نہ جگ میں الاؤ تو شعر کِس مَصرف؟
کرے نہ شہر میں جَل تھل تو چشمِ نم کیا ہے

لحاظ میں کوئی کچھ دُور ساتھ چلتا ہے
وگرنہ دہر میں اب خِضر کا بھرم کیا ہے

اَجل کے ہاتھ کوئی آرہا ہے پروانہ
نجانے آج کی فہرست میں رقم کیا ہے

سجاؤ بزم، غزل گاؤ، جام تازہ کرو
"بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے"

(فیض احمد فیض)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم سے اُلفت کے تقاضے نہ نباہے جاتے
ورنہ ہم کو بھی تمنا تھی کہ چاہے جاتے

دل کے ماروں کا نہ کر غم کہ یہ اندوہ نصیب
زخم بھی دل میں نہ ہوتا تو کراہے جاتے

کم نِگاہی کی ہمیں خُود بھی کہاں تھی توفیق
کم نگاہی کے لیے عذر نہ چاہے جاتے

کاش اے ابرِ بہاری ترے بہکے سے قدم
میری اُمید کے صحرا میں بھی گاہے جاتے

ہم بھی کیوں دہر کی رفتار سے ہوتے پامال
ہم بھی ہر لغزشِ مستی کو سراہے جاتے

لذتِ درد سے آسُودہ کہاں دل والے
ہیں فقط درد کی حسرت میں کراہے جاتے

دی نہ مہلت ہمیں ہستی نے وفا کی ورنہ
اور کچھ دن غمِ ہستی سے نباہے جاتے

(شان الحق حقی)

تُم کو شہرت ہو مبارک ہمیں رُسوا نہ کرو
خود بھی بِک جاؤ گے اِک روز یہ سودا نہ کرو

شوق سے پردہ کرو، پردہ ہے واجب لیکن
میری قِسمت کے اندھیروں میں اضافہ نہ کرو

چُوم لینے دو رخِ یار کو جی بھر کے ہمیں
زندگی پیار ہے، تُم پیار سے روکا نہ کرو

کوششیں کرنے سے حالات بدل جاتے ہیں
خود بگاڑی ہوئی تقدیر کا شِکوہ نہ کرو

بندگی ہی سے تو ہے بندہ نوازی اُن کی
بعض نادان یہ کہتے ہیں کہ سجدہ نہ کرو

عرش پر خاک نشینوں کا بسیرا توبہ!!
جو نہ پوری ہو کبھی ایسی تمنا نہ کرو

حُسن کو تم نے خدا سمجھا ہے لیکن اے منیر
خود بنائے ہوئے معبود کی پُوجا نہ کرو

(منیر آرزو)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیکھتا ہوں پھول اور کانٹے بہر سُو آج بھی
یاد کرتا ہوں تری خوشبو، تری خُو آج بھی

جانے کیوں جلتی سلگتی شام کے ایوان میں
پھیل جاتی ہے تیری باتوں کی خوشبو آج بھی

زیست کے خستہ، شکستہ گنبدوں میں گاہ گاہ
گونجتا ہے تیری آوازوں کا جادو آج بھی

زُلف کب کی آتشِ ایام سے کُملا گئی
زُلف کا سایہ نہیں ڈھلتا سرِ مُو آج بھی

تُو نے اپنے ہاتھ سے جس پر لکھا تھا میرا نام
وہ صنوبر لہلہاتا ہے لبِ جُو آج

(خورشید رضوی)

تمہارے شہر کا موسم بڑا سُہانا لگے
میں ایک شام چُرا لوں اگر بُرا نہ لگے

جو ڈوبنا ہے تو اِتنے سکون سے ڈوبو
کہ آس پاس کی لہروں کو بھی پتہ نہ لگے

تمہارے بس میں اگر ہے تو بُھول جاؤ ہمیں
تمہیں بُھلانے میں شاید ہمیں زمانہ لگے

اِسی لیے تو کھلائے ہیں پھول صفحوں پر
ہمیں جو زخم لگے ہیں وہ دوستانہ لگے

وہ اِک ستارہ کہ جو راستہ دِکھائے ہمیں
وہ اِک اشارہ کہ جو حرفِ محرمانہ لگے

یہ ناتمام جہاں، سایۂ یقین و گماں
میں آنکھیں بند کروں تو نگار خانہ لگے

نہ جانے کب سے کوئی میرے ساتھ ہے قیصر
جو اجنبی نہ لگے اور آشنا نہ لگے

(نذیر قیصر)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھک جاؤ گی

پاگل آنکھوں والی لڑکی!
اتنے مہنگے خواب نہ دیکھو.....
تھک جاؤ گی!!!
کانچ سے نازک خواب تمہارے
ٹوٹ گئے تو
پچھتاؤ گی!!!
سوچ کا سارا اُجلا کُندن
ضبط کی راکھ میں گھل جائے گا
کچے پکے رشتوں کی خوشبو کا ریشم
کُھل جائے گا!
تُم کیا جانو؟
خواب، سفر کی دھوپ کے تیشے
خواب اُدھوری رات کا دوزخ
خواب، خیالوں کا پچھتاوا

خوابوں کی منزل رُسوائی!
خوابوں کا حاصل تنہائی!!
تُم کیا جانو؟
مہنگے خواب خریدنا ہوں تو
آنکھیں بیچنا پڑتی ہیں.....یا
رشتے بُھولنا پڑتے ہیں

اندیشوں کی رَیت نہ پھانکو
پیاس کی اوٹ سراب نہ دیکھو
اتنے مہنگے خواب نہ دیکھو!!
تھک جاؤ گی!!

(محسن نقوی)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہنے کو اس سے عشق کی تفسیر ہے بہت
پڑھ لے تو صرف آنکھ کی تحریر ہے بہت

تحلیل کرکے شدتِ احساس، رنگ میں
بن جائے گر تو ایک ہی تصویر ہے بہت

دستک سے در کا فاصلہ ہے اعتماد کا
پر لوٹ جانے کو یہی تاخیر ہے بہت

بیٹھا رہا وہ پاس تو میں سوچتی رہی
خاموشیوں کی اپنی بھی تاثیر ہے بہت

تعمیر کر رہا ہے محبت کا وہ حصار
میرے لیے خلوص کی زنجیر ہے بہت

میں اُس سے اپنی بات کہوں، شعر لکھ سکوں
الفاظ دے وہ جن میں کہ تاثیر ہے بہت

(فاطمہ حسن)

تیری آنکھیں

تری آنکھوں کی رعنائی میں کیا شانِ الٰہی ہے
قیامت کی سفیدی ہے، قیامت کی سیاہی ہے
شبِ دیجور کی ظلمت ہے، نورِ صبح گاہی ہے
غضب ہے، ایک جا روم و حبش کی بادشاہی ہے
فرشتے برف کی چادر میں بادل رکھ کے لاتے ہیں
تری پلکوں کے نیچے بجلیوں کو یوں چھپاتے ہیں
تری آنکھیں شبِ تاریک کے روشن ستارے ہیں
فضائے عالمِ قدسی کے بے پروا شرارے ہیں
تری زُلفیں تو ہیں کالی گھٹا، یہ برق پارے ہیں
نہیں، یہ آفتابِ حُسن کی کرنوں کے آرے ہیں
اُتر کر دِل میں پہلو کو جگر تک چیر جاتے ہیں
محبت کے لیے اِک آتشیں مندر بناتے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تری آنکھیں بلوریں جام ہیں جو حکمِ داوَر سے
بھرے جبریل نے جنت میں جا کر حوضِ کوثر سے
لگائی ان میں آگ آئنہ گردوں کے جوہر سے
ہوئے یہ مست شعلے اُڑ کے ہم آغوش محشر سے
قیامت پھر رہی ہے تیری مستانہ نگاہوں میں
پڑی ہے ایک ہلچل سی جہاں کی بزم گاہوں میں
تری آنکھیں کنول کے پھول ہیں جو باغِ جنت میں
کبھی مانندِ کشتی تیرتے تھے آبِ رحمت میں
تبسم بن کے حوریں کھیلتی تھیں اِن کی خلوت میں
فرشتے ڈوب جاتے دیکھ کر نورِ مسرت میں
بہشتی کشتیاں اب حُسن کے پانی میں بہتی ہیں
تمنا بن کے روحیں عاشقوں کی اِن میں رہتی ہیں
تری آنکھیں ہیں دو چشمے شرابِ آسمانی کے
ہیں رقصاں جن کے آئنے میں جو ہر دل ستانی کے
شرر افشاں ہیں جلوے اِن میں حُسنِ جاودانی کے
جہانِ پیر کو نغمے سناتے ہیں جوانی کے
یہ چشمے حُسن کے گلزار کو سیراب کرتے ہیں
محبت کے چمن کو خُرم و شاداب کرتے ہیں

گُلو میں تیری الفت کے ترانے سُوکھ جائیں گے
مَبادا یادِ ہائے عہدِ ماضی محو ہو جائیں
یہ پارینہ فسانے موجہائے غم میں کھو جائیں
مرے دل کی تہوں سے تیری صورت دُھل کے بہہ جائے
حریمِ عشق کی شمعِ دَرخشاں بُجھ کے رہ جائے

مَبادا اجنبی دُنیا کی ظلمت گھیر لے تُجھ کو!
مری جاں اب بھی اپنا حُسن واپس پھیر دے مُجھ کو
(فیض احمد فیض)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جیت کہتے ہی اسی کو عشق میں، جو مات ہے
لوگ ہیں حیرت زدہ کتنی انوکھی بات ہے

پتھروں کے دیس سے آئے تو ہو لینے گلاب
یاد رکھنا یہ بہت انمول سی سوغات ہے

کہتے کہتے لڑکھڑائی تھی زباں جس بات پر
آج تک میں سوچتی ہوں، کون سی وہ بات ہے؟

بجلیوں کی زد میں آ کر جل گیا جب آشیاں
بس مسلسل اُس گھڑی سے ہر طرف برسات ہے

بھول کر بھی چاند کی خواہش نہیں کرنا بتولؔ
اِس کی کرنوں کے تعاقب میں اندھیری رات ہے

(فاخرہ بتولؔ)

.....

مُجھے بھول جاؤ

چلو یوں سہی میرا دِل دِل نہیں تھا
وفا کا لہو اس میں شامل نہیں تھا
یہ سچی مُحبت کا حامل نہیں تھا
تمہاری پرستش کے قابل نہیں تھا
یہ بہتر ہے اب تُم مجھے بھول جاؤ

غضب کی تھی اُف وہ ملاقات پہلی
جب اِک کم زباں سے تھی کی بات پہلی
وہ ہلکی سی بوندیں، وہ برسات پہلی
خدا جانے کیسی تھی وہ رات پہلی؟
یہ بہتر ہے اب تُم مجھے بھول جاؤ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دِلوں کو نہ مدہوشیوں میں ڈبوتے
وہ جامِ مُحبت پیئے ہی نہ ہوتے
خود اپنے کیے پر نہ اس طرح روتے
نہ ماضی کے ماتم میں یوں وقت کھوتے
یہ بہتر ہے اب تُم مجھے بُھول جاؤ

نہ دِل چَین پائے تمہاری بلا سے
جو فرقت ستائے تُمہاری بلا سے
گھٹا اب جو چھائے تُمہاری بلا سے
بلا مُجھ پہ آئے تُمہاری بلا سے
یہ بہتر ہے اب تُم مجھے بُھول جاؤ

مُحبت کے جُھوٹے خطوں کو جلا دو
مِری یاد تم لوحِ دِل سے مٹا دو
اب آنسو یہ کیسے؟ بُھلا دو، بُھلا دو!!
جو رونا ہے، مجھ کو اِنہی میں بہادو
یہ بہتر ہے اب تُم مجھے بُھول جاؤ

(مَحسن لطیفی)

.....

Birthday Present

میں ترے اِس جنم دن پہ جانِ جہاں
تُجھ کو کس دیس کی، کون سوغات دوں؟
سوچتا ہوں تجھے آج کے روز میں
کوئی پکھراج دُوں، کوئی الماس دوں
میں مگر ایک بے مایہ، بے زر کوی
میرے دامن میں نیلم، نہ مرجان ہیں
میرا سرمایہ آشا کے کچھ دیپ ہیں
میری پونجی فقط چند نغمات ہیں
میری دولت ہیں شبھ کامنائیں مری
میرا مخزن فقط میرے جذبات ہیں
میرے ہاتھوں میں سپنوں کی کچھ کونپلیں
میری جھولی میں چاہت کے کچھ پھول ہیں
میرے دامن میں تو جانِ جاں! جانِ جاں!
آرزوئیں، تمنائیں اور خواب ہیں
آرزوئیں، تمنائیں اور خواب ہیں
سو تری نذر ہیں، سو تری نذر ہیں
سو تری نذر ہیں، سو تری نذر ہیں

(ازھر منیر)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رویا کریں گے آپ بھی پہروں اسی طرح
اٹکا کہیں جو آپ کا دِل بھی مری طرح

آتا نہیں ہے وہ تو کسی ڈھب سے داؤ میں
بنتی نہیں ہے ملنے کی اُس سے کسی طرح

تشبیہ کس سے دوں کہ طرح دار کی مرے؟
سب سے نرالی وضع ہے، سب سے نئی طرح

نے تاب ہجر میں ہے نہ آرام وصل میں
کم بخت دِل کو چین نہیں ہے کسی طرح

لگتی ہیں گالیاں بھی ترے منہ سے کیا بھلی!
قربان تیرے پھر مجھے کہہ لے اسی طرح

پامال ہم نہ ہوتے فقط جورِ چرخ سے
آئی ہماری جان پر آفت کئی طرح

(مومن خان مومنؔ)

چاند چہرہ، ستارہ آنکھیں

مرے خدایا! میں زندگی کے عذاب لکھوں کہ خواب لکھوں
یہ میرا چہرہ، یہ میری آنکھیں
بجھے ہوئے سے چراغ جیسے
جو پھر سے جلنے کے منتظر ہوں
وہ چاند چہرہ، ستارہ آنکھیں
وہ مہرباں سایہ دار زُلفیں
جنہوں نے پیماں کیے تھے مجھ سے
رفاقتوں کے، محبتوں کے
کہا تھا مجھ سے کہ اے مسافر رہِ وفا کے
جہاں بھی جائے گا ہم بھی آئیں گے ساتھ تیرے
بنیں گے راتوں میں چاندنی ہم تو دن میں سائے بکھیر دیں گے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ چاند چہرہ ستارہ آنکھیں
وہ مہرباں سایہ دار زُلفیں
وہ اپنے پیماں رفاقتوں کے محبتوں کے
شکست کر کے
نہ جانے اب کس کی رہ گزر کا منارۂ روشنی ہوئے ہیں؟
مگر مسافر کو کیا خبر ہے؟
وہ چاند چہرہ تو بجھ گیا ہے
ستارہ آنکھیں تو سو گئی ہیں
وہ زلفیں بے سایہ ہو گئی ہیں
وہ روشنی اور وہ سائے مری عطا تھے
سو میری راہوں میں آج بھی ہیں
کہ مَیں مسافر رہِ وفا کا
وہ چاند چہرہ ستارہ آنکھیں
وہ مہرباں سایہ دار زلفیں
ہزاروں چہروں، ہزاروں آنکھوں
ہزاروں زُلفوں کا ایک سیلابِ تند لے کر
مرے تعاقب میں آ رہے ہیں
ہر ایک چہرہ ہے چاند چہرہ
ہیں ساری آنکھیں ستارہ آنکھیں

تمام ہیں
مہرباں سایہ دار زُلفیں
میں کس کو چاہوں، میں کس کو چوموں؟
میں کس کے سائے میں بیٹھ جاؤں؟
بچُوں کہ طوفاں میں ڈوب جاؤں؟
کہ میرا چہرہ، نہ میری آنکھیں
مرے خدایا! مَیں زندگی کے عذاب لکھوں کہ خواب لکھوں

(عبیدہ اللہ علیم)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ تیرا خدا کوئی اور ہے نہ میرا خدا کوئی اور ہے
یہ جو قسمتیں ہیں جدا جدا یہ معاملہ کوئی اور ہے

تیرا جبر ہے، میرا صبر ہے، تیری موت ہے میری زندگی
میرا درجہ وار شہید ہے میری کربلا کوئی اور ہے

کئی لوگ تھے جو بچھڑ گئے، کئی نقش تھے جو بگڑ گئے
کئی شہر تھے جو اُجڑ گئے، ابھی ظلم کیا کوئی اور ہے

وہ عجیب منظرِ خواب تھا کہ وجود تھا نہ سراب تھا
کبھی یوں لگا کوئی اور ہے، کبھی یوں لگا کوئی اور ہے

کوئی ہے تو سامنے لایئے، کوئی شکل ہے تو دکھایئے
ظفرؔ آپ خود ہی بتایئے میرے یار سا کوئی اور ہے

(صابر ظفر)

.....

رنجش ہی سہی دل ہی دُکھانے کے لیے آ
آ پھر سے مجھے چھوڑ کے جانے کے لیے آ

کچھ تو مرے پندارِ محبت کا بھرم رکھ
تُو بھی تو کبھی مجھ کو منانے کے لیے آ

پہلے سے مراسم نہ سہی، پھر بھی کبھی تو
رسم و رہِ دنیا ہی نبھانے کے لیے آ

کس کس کو بتائیں گے جدائی کا سبب ہم
تُو مجھ سے خفا ہے تو، زمانے کے لیے آ

اِک عمر سے ہوں لذّتِ گریہ سے بھی محروم
اے راحتِ جاں! مجھ کو رلانے کے لیے آ

اب تک دلِ خوش فہم کو تجھ سے ہیں اُمیدیں
یہ آخری شمعیں بھی بجھانے کے لیے آ

(احمد فراز)

.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آرزو کی شدت کو کاش تُم سمجھ سکتے
میرے دِل کی چاہت کو کاش تم سمجھ سکتے

کس طرح جلاتی ہیں ساعتیں جدائی کی!
ہجر کی قیامت کو کاش تم سمجھ سکتے

دُکھ جدائی کا سہنا بے پناہ مشکل ہے
میری اِس ریاضت کو کاشِ تم سمجھ سکتے

پیار کے سوا مُجھ کو اور کچھ نہیں آتا
میری اِس جبلت کو کاش تم سمجھ سکتے

میں تُمہارے خوابوں میں کھویا کھویا رہتا ہُوں
میرے دِل کی حالت کو کاش تم سمجھ سکتے

اِک مریدِ خاص کے دِل میں بس گئے تھے تم
میری اِس عقیدت کو کاشِ تم سمجھ سکتے

جو دکھائی دیتے ہیں، لوگ وہ نہیں واثق
صرف اِس حقیقت کو کاش تم سمجھ سکتے

(سعید واثق)

دیپک راگ ہے چاہت اپنی کاہے سُنائیں تمہیں
ہم تو سلگتے ہی رہتے ہیں کیوں سلگائیں تمہیں؟

ترکِ محبت، ترکِ تمنا کر چکنے کے بعد
ہم پہ یہ مشکل آن پڑی ہے کیسے بھلائیں تمہیں؟

دِل کے زخم کا رنگ تو شاید آنکھوں میں بھر آئے
روح کے زخموں کی گہرائی کیسے دکھائیں تمہیں؟

سناٹا جب تنہائی کے زہر میں بُجھتا ہے
وہ گھڑیاں کیونکر کٹتی ہیں کیسے بتائیں تمہیں؟

جن باتوں نے پیار تمہارا نفرت میں بدلا
ڈر لگتا ہے وہ باتیں بھی بُھول نہ جائیں تمہیں

اُڑتے پنچھی، ڈھلتے سائے، جاتے پل اور ہم
بیرن شام کا دامن تھام کے روز بُلائیں تمہیں

دُور گگن پر ہنسنے والے نرمل کومل چاند!
بے کل من کہتا ہے آؤ ہاتھ لگائیں تمہیں

(ظہور نظر)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ ڈگمگائے کبھی ہم وفا کے رَستے میں
چراغ ہم نے جلائے ہَوا کے رَستے میں

کسے لگائے گلے اور کہاں کہاں ٹھہرے
ہزار غنچہ و گُل ہیں صَبا کے رَستے میں

خدا کا نام کوئی لے تو چونک اُٹھتے ہیں
ملے ہیں ہم کو وہ رہبر خدا کے رَستے میں

کہیں سلاسلِ تسبیح اور کہیں زنّار
بچھے ہیں دام بہت مدعا کے رَستے میں

ابھی وہ منزلِ فکر و نظر کہاں آئی
ہے آدمی ابھی جُرم و سزا کے رَستے میں

ہیں آج بھی وہی دار و رَسن، وہی زنداں
ہر اِک نگاہِ رموز آشنا کے رَستے میں

زمانہ ایک سا جالبؔ سدا نہیں رہتا
چلیں گے ہم بھی کبھی سر اُٹھا کے رَستے میں

(حبیب جالب)